فصل چہارم

بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن

تاریخی پس منظر

1972ء کے اوائل میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1975ء کو عورتوں کا عالمی سال قرار دیا اور میکسیکو میں پہلی خواتین کی عالمی کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کے منعقد ہوتے ہی عورت کے لیے مساوات، ترقی اور امن کے خوشنما نعروں میں دستاویزات تیار ہونا شروع ہوگئیں۔ 1976ء سے 1985ء تک کی دہائی کو اقوام متحدہ کی عورت کے لیے خصوصی دہائی کے طور پر منایا گیا۔

1980ء میں ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں عورتوں کی عالمی کانفرنس منعقد کی گئی اور اس میں مساوات کے نعرے کو زیادہ بامعنی بنانے کی کوشش کی گئی کہ عورت ہر لحاظ سے مرد کے برابر ہے۔

1985ء میں کینیا کے شہر نیروبی میں تیسری دفعہ عورتیں اکٹھی ہوئیں اور انہوں نے مساوات اور ترقی کی راہوں پر چلنے کے عزم کا اعادہ کیا۔ نیروبی میں آگے بڑھنے کی حکمت عملی اپنائی گئی اور ہر 5 سال بعد عورتوں کی عالمی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اس کو NFLS کا عنوان دیا گیا یعنی Nairobi Forward Looking Strategies اسے اقوام متحدہ میں عورتوں کے لیے ایک تاریخی موڑ کا نام دیا گیا ہے۔ 1990ء میں اسی دستاویز کو مزید حکمت عملیوں سے مزین کیا گیا اور 1995ء میں چوتھی عالمی کانفرنس کے انعقاد کی تیاریوں کو شروع کیا گیا۔

بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کا تعارف

1995ء میں چین کے شہر بیجنگ میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام عورتوں کا سب سے بڑا عالمی اجتماع ہوا اور اسے شرکا اور اس کے نتائج اور اس کے نتیجے میں تیار ہونے والی دستاویز بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن، غرض ہر اعتبار سے کامیاب ترین کانفرنس سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسے 189 ملکوں کے نمائندگان نے شرکت کا اعزاز بخشا تھا۔ اس کے بھی بنیادی طور پر 3 ہی شعار تھے۔ مساوات، ترقی اور امن مگر اس دستاویز BPFA کو ان الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

> It is an agenda for woman empowerment. This official document has become the most important guidline document, a blue print for empowering women the world over.

اس کے 12 عنوانات ہیں جن کو Twelve Critical Areas کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

A-Women and Poverty	عورت اور غربت
B- Education and training of women	عورت کی تعلیم و تربیت
C-Women and health	عورت اور صحت
D-Voilence against women	عورت پر تشدد
E-Women and armed conflict	عورت اور مسلح تصادم

عورت اور معیشت	F-Women and the economy
عورت فیصلہ سازی اور اختیارات	G-Women in power and decision making
عورت اور ادارہ جاتی نظام	H-Institutional mechanism for the advancement of Women
عورت کے انسانی حقوق	I- Human Rights of Women
عورت اور ذرائع ابلاغ	J- Women and Media
عورت اور ماحول	K-Women and Environment
نوعمر لڑکی	L-The Girl Child

پاکستان نے ان 12 نکات میں ایک اور عنوان کا بھی اضافہ کیا۔

معذور عورت	Women with disablitites

بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کا تجزیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تو ایک ضابطہ ہدایت بھی ساتھ نازل کیا اور بتادیا کہ جو اس کی پیروی کرے وہی دنیا اور آخرت میں پریشانی اور خوف سے محفوظ رہے گا۔ بندوں کے لیے ان کے رب کا ضابطہ ہدایت ہے۔ یہ انسان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ اسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑ دے گا بلکہ اسے راستہ دکھانے کا پورا انتظام فرمائے گا لیکن یہ اختیار انسان کو ہوگا کہ وہ اس راستہ کو اختیار کرے، یا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے انسان کی دو جنسیں تخلیق کیں اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق پیدا فرما کر نسل انسانی کی بقا کا سامان کیا۔ اس کے دیے ہوئے ضابطہ حیات میں اس باب میں نہایت واضح اور تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔ انسان کی فطرت سے، مرد اور عورت کی نفسیات سے، ان کی ٹیڑھ اور کجی سے، پیدا کرنے والے سے زیادہ کون واقف ہوسکتا ہے۔ اس نے سب کا لحاظ رکھ کر احکامات دیے اور حدود متعین کیں۔ ان کی پابندی کی جائے تو معاشرہ سکون وسلامتی کا گہوارہ ہو، اور خلاف ورزی کی جائے تو بے اطمینانی اور فساد کا دور دورہ ہوجاتا ہے۔

انسانی تاریخ گواہ ہے، اور قرآن قوموں کے عروج وزوال داستانیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ جب بھی انسان نے ہدایت الٰہی سے منہ موڑا ہے، منہ کی کھائی ہے۔ آخرت میں جس انجام کا وعدہ ہے، اس سے تو مفر نہیں، لیکن اس دنیا میں بھی اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آج کا مغرب، دیکھنے والی آنکھوں کے لیے، اس کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ مغرب اپنی عقل سے مرد اور عورت کی نام نہاد مساوات کا نظریہ لے کر آیا۔ عورت کارخانے میں آ گئی، آزادانہ اختلاط اس تہذیب کی پہچان بن گیا، اس آزادی اور مساوات کا سبق پڑھ کر عورت مرد کو لبھانے کے لیے شمع محفل بن گئی، معاشرے میں اخلاقی مفاسد کا دروازہ کھل گیا۔ ساتھ ہی سائنسی ترقی نے وسائل ابلاغ میں نت نئی جدتیں پیدا کیں، اخبارات ورسائل برہنگی میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ میں لگ گئے، فلم اور پھر ٹیلی ویژن نے آ کر رہی سہی کسر پوری کردی اور تعمیر وتشکیل کے یہ موثر اور مفید ذرائع اشاعت فحش کے ذرائع بن گئے۔ عورت ایک ماڈل اور شے تجارت بن رہ گئی۔ نفس کی تسکین کے لیے کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خاندانی زندگی درہم برہم ہوگئی، زنا کاری عام ہوئی اور اسے برا سمجھنے

کا رجحان بھی کمزور پڑ گیا۔مغرب کے ذرائع خود ہی اعداد وشمار جمع کرکے بتاتے رہتے ہیں کہ کتنے منٹ کتنی عصمتیں لٹتی ہیں، کتنے خاندان تباہ ہورہے ہیں، کتنے خاندان واحد والدین، پال رہے ہیں اور معصوم بچے کن کن نفسیاتی مسائل سے دوچار ہیں۔ہدایت الٰہی سے بغاوت کرکے زندگی گزارنے کے جو نتائج معاشرتی زندگی میں آئے، آج مغرب کے طبع سلیم رکھنے والے اہل فکر کو بھی پریشان کیے ہوئے ہیں۔

آج مغرب میں عورت ایک مظلوم ہستی ہے۔جب مشرقی یورپ پر سے کمیونزم کا آہنی پردہ اٹھا' اور وہاں کی معاشرتی زندگی سامنے آئی تو خود مغرب کے رسائل وجرائد نے نقشہ کھینچا کہ کس طرح ایک ڈالر کے لیے اور ایک وقت کے کھانے کے لیے وہاں کی عورت عصمت لٹانے کو سڑکوں پر کھڑی ہے۔نسوانیت کی اس سے زیادہ تذلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟ دوسری طرف چین میں جہاں ایک ارب سے زیادہ انسان بستے ہیں، صرف ایک بچے کی اجازت کی پالیسی کی وجہ سے 5 لاکھ لڑکیاں رحمِ مادر میں پیدا ہوتے ہی قتل کردی جاتی ہیں۔بھارت کی کہانی بھی مختلف نہیں۔عربوں کا دورِ جاہلیت خواہ مخواہ ہی بدنام ہے۔

لیکن لطف یہ ہے کہ مغرب کو سب سے زیادہ فخر اسی بات پر ہے کہ اس نے عورت کو حقوق دیے ہیں اور ایک مقام دیا ہے۔اسے معاشرے' مذہب اخلاقی اقدار کے بندھنوں سے آزاد کردیا ہے، اب اسے اختیار ہے کہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کرے کہ کس حمل کو رکھے، کسے ضائع کرے، چاہے مرد کے ساتھ زندگی گزارے، چاہے عورت کے ساتھ، اور جب چاہے ساتھ چھوڑ دے۔لیکن مثبت بات یہ ہے کہ یہ فیصلے کرنے کے لیے اسے تعلیم ملنا چاہیے، صحت کے لیے سب سہولتیں فراہم ہونا چاہییں اور ملازمت اور کاروبار کے مواقع ملنا چاہییں۔

مغرب کا دوسری تہذیبوں پر، خصوصاً اسلام پر، سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس نے عورت کو ثانوی حیثیت دے کر جائز حقوق سے محروم کردیا ہے۔مرد جب چاہے عورت کو طلاق دے دے، چار چار شادیاں کرے، بڑے بڑے حرم رکھے۔اسے وراثت میں حصہ بھی نصف ملتا ہے، اس کی دیت بھی آدھی ہے اور گواہی بھی نصف شمار ہوتی ہے۔اسے نہ تعلیم مہیا ہے، نہ علاج کی سہولت۔ ہر طرح کا ظلم اس پر روا ہے، جس کی نہ داد ہے نہ فریاد۔اس کے فیصلے اس کی مرد کرتے ہیں۔اسے اپنے جسم پر کوئی اختیار نہیں۔وہ پابند، مجبور اور مظلوم ہے۔اسے جاہل اور پسماندہ رکھا جاتا ہے۔

ایک جارح اور غالب تہذیب کی شان کے ساتھ' مغرب کی یہ کوشش ہے کہ تیسری دنیا اور مسلم ممالک میں عورت کے بارے میں اپنی اقدار اور تصورات رائج کرے۔ ایک منظم منصوبے کے تحت اقوام متحدہ کی سرپرستی میں عالمی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔میکسیکو (1975)، کوپن ہیگن (1980) اور نیروبی (1990) کے بعد 1995ء اب 189 ممالک کے پانچ ہزار چار سو مندوبین اور ۴۰ ہزار خواتین پر مشتمل غیر سرکاری وفود کی بیجنگ میں کانفرنس ہوئی ہے۔ 14 ستمبر کو اس 11 روزہ کانفرنس کا اختتام ہوا۔پہلے سے ایک ایجنڈا فراہم کردیا گیا جو دنیا بھر میں موضوع بحث بنا۔کانفرنس نے ایک پلیٹ فارم فار ایکشن' منظور کرکے' حکومتوں کو راہِ عمل دکھائی ہے کہ انھیں خواتین کے حقوق کے لیے کیا کرنا ہے۔عمل تو جو ملک جتنا کرے، لیکن محض کانفرنس کا انعقاد' اس کے موضوعات کا زیر بحث آنا' حکومتوں اور غیر سرکاری انجمنوں (این جی اوز) کی اس بڑے پیمانے پر شرکت' اس ایجنڈے کا آگے بڑھنا ہے' جو مغرب کے پیش نظر ہے۔اسے آگے بڑھانے کے لیے صرف کانفرنس ہی واحد ذریعہ نہیں' بین الاقوامی ٹی وی نیٹ ورک' اور خود تیسری دنیا اور مسلم ممالک کی اپنی حکومتیں' اور ان کے ذرائع' اس میں پیش پیش ہیں۔اس کانفرنس پر تبصروں میں یہ بات مشترک طور پر کہی گئی ہے کہ یہاں دو مختلف نقطہ ہائے نظر کی کشمکش رہی۔مغرب کا

لبرل اور دوسرا قدیم روایتی جسے اسلامی اور کیتھولک لابی نے آگے بڑھایا' یعنی ایک ہدایت الٰہی سے بغاوت پر مبنی رویہ اور دوسرا اس کے اتباع کا رویہ۔

امت مسلمہ کی ہدایت الٰہی کی حامل قوموں کی' بدنصیبی ہے کہ ان کے معاشروں کی عملی تصویر کہ مغرب کو الزامات لگانے اور مصلح بن کر آگے بڑھنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔ پھر وہ شریعت کوز دمیں لے آتے ہیں اور اپنی اقدار کی ترویج کے لیے تدابیر تجویز کرتے ہیں۔ ان کانفرنسوں کا ایک مقصد بجاطور پر یہ رہا ہے کہ خواتین کے لیے تعلیم عام ہو' علاج کی سہولت فراہم ہو اور انھیں عزت ووقار ملے۔ اس لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی مسلم ممالک فی صد کے حوالے عموماً دنیا میں سب سے نیچے آتے ہیں۔ ڈاکٹر محبوب الحق نے اس کانفرنس کے موقع پر اقوام متحدہ کے لیے تیار کردہ رپورٹ میں ترقی کے جو نئے اشارے متعارف کروائے' ان کی رو سے بھی مسلم ممالک سب سے نیچے ہیں۔

افغانستان میں طالبان کے لڑکیوں کے اسکول بند کرنے سے عالمی میڈیا کو ایک اور موضوع مل گیا ہے۔ پاکستان کی مثال لیں' اس بحث میں نہ پڑیں کہ لڑکوں کی تعلیم کی کیا صورت حال ہے' اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ لڑکیوں کی تعلیم خاص طور پر بے توجہی کا شکار ہے۔ دیہی خواتین میں خواندگی کی شرح کیا ہے۔ یقیناً اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں' لیکن مغرب کی نظر میں اصل ملزم اسلام ہی ٹھہرتا ہے۔ اس طرح علاج کی سہولتوں کا معاملہ ہے۔ اسلام نے اس سے نہیں روکا کہ خواتین کو علاج کی سہولت فراہم ہو لیکن اگر مسلم ممالک میں عموماً اس میں لاپرواہی بڑ جاتی ہو تو اسلام ہی پر الزام آتا ہے۔ عورتوں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں' وہ عورتوں کو حاصل نہیں ہیں۔

یہ ایک امر واقعہ ہے جسے سب تسلیم کرتے ہیں۔ یہ دعوے تو بہت ہیں کہ اسلام نے عورت کو جب یہ حقوق دیے' اس وقت دنیا ان کا تصور تک نہ رکھتی تھی۔ آج کی مسلمان عورت رسوم رواج کے بندھنوں میں اتنی جکڑ گئی ہے اور حقیقتاً اتنی مظلوم ہے' الاماشاء اللہ' احیائے اسلام کی جدوجہد کا ایک پہلو یہ بھی ہونا چاہیے کہ خواتین کو ان کے وہ حقوق دیے جائیں جو اسلام نے ان کو دیے ہیں۔ اگر مسلمان معاشروں میں عورت کو وہ باعزت مقام فی الواقع ملے جو اسلام اسے دیتا ہے تو مغرب کو اعتراض کرنے کے لیے کچھ نہ ملے گا بلکہ ان کی تہذیب کی ستائی ہوئی مظلوم عورت' اسلام کی طرف آئے گی۔ موجودہ گئی گزری صورت حال میں بھی جو سعید روحیں اسلام کی تعلیمات تک پہنچتی ہیں' اور مسلمانوں کے طرزعمل کو بنیاد نہیں بناتیں' اسلام کی طرف آرہی ہیں۔

بیجنگ کانفرنس نے ضبط تولید اور اسقاط حمل کے بارے میں مختلف ممالک کو خود پالیسی بنانے کی گنجائش دی ہے۔ یہ اسلامی موقف پیش کرنے والی حکومتوں اور رومن کیتھولک عناصر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ مسلم حکومتوں کو خواتین کے حقوق کے لیے مغلوب اور مرعوب ذہنیت کے بجائے اللہ کی ہدایت کے درست ہونے پر مکمل ایقان کے ساتھ' اپنی پالیسیاں تشکیل دینا چاہئیں اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے' اعتدال کی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ خواتین کی موجودہ صورت حال حق رکھتی ہے کہ اسے غیر معمولی اہمیت دی جائے اور اپنی تہذیب وروایات کی روشنی میں اسے حل کیا جائے۔ خواتین کے بارے میں پاکستان نے جو سرکاری رپورٹ پیش کی اس مین حدود کو نشانہ بنایا گیا۔ تین بڑے مسلم ممالک میں خواتین وزرائے اعظم کو اسلامی معاشروں میں عورت کو مقام نہ دینے کے جواب میں برہان قاطع کے طور پر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اصل مسئلہ چند عورتوں کا کوئی مقام حاصل کرنا نہیں ہے۔ اگر یہ مقام مغرب کا پسندیدہ ہے' اور اسلام کو مطلوب نہیں ہے' تو آخری تجربہ میں اس سے

مسلمان معاشروں میں عورتوں کے حقوق جو اس کے خالق و مالک نے اپنے ضابطہ ہدایت میں اسے عطا کیے ہیں اور جن کے سلب کیے جانے کی وجہ سے آج کے مسلمان معاشروں میں بھی وہ پریشان حال اور مظلوم ہے۔

بیجنگ کانفرنس خواتین کے لیے دعوت عمل ہے۔ کانفرنس نے تو مغرب زدہ خواتین کو آگے بڑھنے کے لیے لائحہ عمل دیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کا اصل پیغام مسلم راہ نماؤں کے لیے، اور تعلیم یافتہ قائد مسلم خواتین کے لیے ہے۔ حقیقتاً یہ ان کے لیے دعوت عمل ہے۔ وہ مسلم معاشروں کی اسلام کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں صورت گری کریں۔ عورت کو اس کا حقیقی مقام دیں۔ اس مثبت جدوجہد کو ایک مہم اور تحریک بنا کر چلائیں۔ اس میں پیش آنے والی مزاحمتوں کا مقابلہ کریں۔ یہ بیجنگ کانفرنس کا صحیح جواب ہوگا اور وہ دن قریب آئے گا جب خود مغرب اپنے نظام کے مفاسد سے عاجز آ کر اسلام میں عورت کے مقام کو فطرت وضرورت کے مطابق تسلیم کر کے اس کی طرف رجوع کرے گا۔ اس لیے کہ ہدایت الٰہی کے مطابق عورت کو اس کا حقیقی مقام دے کر زندگی گزارنے سے معاشرتی زندگی میں چین وسکون ملے گا۔ آج اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ، اسلامی تعلیمات پر عمل نہ ہونا ہے۔ مسلمانوں کے پاس نسخہ کیمیا ہے، مگر وہ غیروں کے ایسے اسیر ہوگئے ہیں کہ اپنی دولت کا احساس کھو بیٹھے ہیں۔ ان کے معاشرے اسلام کا نمونہ بن جائیں تو دنیا فوج درج فوج داخلے کا منظر بھی دیکھ لے گی۔

یہ اجلاس امریکہ کے شہر نیویارک میں 5 تا 9 جون 2000ء کو منعقد ہوا۔ اس میں صرف پانچ سے دس منٹ دورانیے کی رسمی تقاریر ہوئیں کیونکہ اجلاس میں طے پانے والے اصل امور پہلے ہی نپٹا لیے گئے تھے۔ اجلاس کے اختتام پر جنرل اسمبلی نے ضابطہ اخلاق اور خاندانی تعلقات کے لیے ایک نئے خاکے پر دستخط کیے جسے ''اقوام متحدہ کے فرمان مقدس'' کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس طرح بننے والے نئے قوانین تمام دوسرے قوانین اور مذہبی تعلیمات پر حاوی ہوں گے اور ہمیں عراق، لیبیا، سوڈان اور افغانستان پر لگائی جانے والی خطرناک نوعیت کی قانون سازی کی ایک جھلک دیکھتے ہیں کہ جو 20 اپریل کو اجلاس کی تیاری کی ایک دستاویز کے مندرجات پر مبنی ہے۔ جو خصوصی اجلاس کی تیاری کے لیے بنائی گئی کمیٹی نے تیار کیے تھے۔ آغاز میں دیے گئے پیراگراف کے نمبر محولہ بالا دستاویز کو ظاہر کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ ہمیں کئی دہائیوں سے اس امر کی یقین دہانی کرتا چلا آیا ہے کہ بنیادی انسانی حقوق، انسانیت کے خلاف قابل نفرت گناہ اور جرم ہے۔ ان گنت دستاویزات میں عالمی ادارے نے ''صنفی لائحہ عمل'' کی بنیاد پر امتیاز برتنے کے خلاف باقاعدہ جنگ لڑی ہے۔ اس فرمان :102h کہ جس میں کہا گیا ہے کہ جنس، نسل، علاقے، زبان، مذہب وعقیدے، معذوری، عمر یا ''صنفی لائحہ عمل'' کی بنیاد پر معاملات کرنے سے باز رکھنے کے لیے قوانین کا جائزہ لیتے ہوئے نئے قوانین تیار کیے جائیں۔ اب وہ اپنے انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اقوام عالم کو مخاطب کرنے کے لیے جو فرمان جاری ہوا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

:102h صنفی لائحہ عمل کی بنیاد پر امتیاز کے خاتمے کے لیے اقدام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ہم جنس پرستی کو جرم قرار دینے والے قوانین پر نظر ثانی کر کے انہیں ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ قوانین ہم جنس پرست سمجھی جانے والی عورتوں پر عملاً ہم جنس پرست عورتوں کے امتیاز کی فضا پیدا کر کے ان کے خلاف تشدد اور خوف وہراس کو ہوا دیتے ہیں۔

یہ دستاویز بغیر کسی وضاحت کے اس امر کی طرف سے بھی اشارہ کرتی ہے کہ ''مختلف ثقافتوں، سیاسی اور معاشرتی

نظاموں میں خاندان کی مختلف اقسام موجود ہوتی ہیں۔'' جو اقوام متحدہ کی غیر مفہوم بولی سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ مختلف خاندانی نظاموں سے ان کی مراد ہم جنس پرست مرد و عورتیں اور بغیر نکاح کے اجتماع مراد ہیں۔ خاندان، اس پوری کوشش کا مرکزی لفظ ہے۔ ادارے کے مخترع پنڈتوں کو تعمیر کے پردے میں انتشار او تخریب کاری کی خصوصی مہارت حاصل ہے۔ اس تمام منصوبے کا مرکزی لفظ یہ ہے کہ کسی طرح میاں بیوی کے درمیان جو باہمی مددگاری کا رشتہ ہے اسے باہمی مسابقت کا رنگ دے دیا جائے اور اس طرح خلوت کے اس تعلق کو بیرونی مداخلت کے لیے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے نیکی اور بدی کی نئی تعریف بھی وضع کی ہے۔

ذرا یہ گریہ ملاحظہ کریں:

> خواتین میں غربت کے خاتمے کے منصوبے اس لیے کامیاب نہیں ہو پاتے کہ عورتوں کو تولید کے حقوق اور دیگر گھریلو کاموں کا مناسب معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ لہٰذا خواتین کو گھریلو کام کرنے اور نسل انسانی آگے بڑھانے کے عمل کا معاوضہ دیا جائے۔ یاد رہے کہ انہی ماہرین کے حسن کلام کا نتیجہ ہے کہ طوائفوں کو آج مغربی دنیا میں ''جنسی ورکر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ پوری دنیا کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ ان کے اس ''حق'' کو تسلیم کیا جائے۔

اس لیے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ:

> ''جب تک مرد بغیر کسی معاوضے کے کیے گئے گھریلو کاموں اور خاندان کی دیکھ بھال جیسے امور میں ہاتھ نہیں بٹاتے، اس وقت تک خواتین پر ان کاموں کا غیر متناسب بوجھ بڑھتا رہے گا''۔

دستاویز میں مزید کہا گیا ہے کہ عمر اور جنس کی تفریق کرنے والے ڈیٹا کی عدم موجودگی میں خواتین کے بلا معاوضہ کام کا درست اندازہ لگانا مشکل امر ہے۔ ہمیں یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواتین گھروں میں جو کام کرتی ہیں ان میں اور مردوں کے کاموں میں کوئی تناسب نہیں ہے، یعنی خواتین زیادہ کام کرتی ہیں۔ اس امر کی سفارش کی گئی ہے کہ خواتین کی تعلیم کے لیے مناسب پالیسیاں، پروگرام وضع کر کے اور اگر ضروری ہو تو قانون سازی کے ذریعے اس غیر متوازن صورت حال کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اب یہ امر مزید واضح ہو گیا ہے کہ خواتین کی تعلیم پر زور کے درپردہ ان کے کیا مقاصد ہیں۔

مزید یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ خواتین گھر کے کام کرنے سے انکار کر دیں۔ اس دستاویز میں سفارش کی گئی ہے کہ مرد اور خواتین کے مابین برابری کی سطح پر گھریلو کام اور عائلی ذمہ داریاں نبھانے کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کی غرض سے معلوماتی مہمات منظّم کی جائیں۔ مغرب کے حاشیہ برداروں نے ''ازدواجی عصمت دری'' کے عنوان سے ایک نیا جرم متعارف کراتے ہوئے مظاہرہ کیا ہے کہ بیویوں کو شوہروں سے ''بچانے'' کے لیے فیملی کورٹس قائم کی جائیں۔

دستاویز کے پیرا گراف 103.C.56(III) میں کہا گیا ہے کہ گھریلو تشدد بشمول ازدواجی عصمت دری اور زیادتی جیسے معاملات کو نپٹانے کے لیے فیملی کورٹس کے قیام کے ساتھ ساتھ مناسب قانون سازی بھی کی جائے۔ گھریلو تشدد سے متعلق جرائم کو نپٹانے اور متاثرین کو فوری انصاف فراہم کرنے کے لیے قانون سازی کی جائے۔

مغرب کے نابلد لکھاری اسلام کے قانون وراثت کے خلاف بھرپور تنقید کرتے رہے ہیں۔ اب اقوام متحدہ خود اس

حق کا اعتراف کر رہا ہے۔ اس دستاویز میں واضح طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ ''قومی سطح پر قانون سازی اور انتظامی اصلاحات کے ذریعے خواتین کو مردوں کی طرح جائیداد رکھنے اور وراثت جیسے معاشی حق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔'' اقوام متحدہ کی نئی فینسی اصطلاح میں اس کا مطلب دوسرے حقوق کے علاوہ بدکاری اور اسقاط حمل کا حق بھی شامل ہے۔

یہ امر واضح رہے کہ اس محاذ پر کافی ''پیش رفت'' کے باوجود بہت کچھ ہونا باقی ہے۔ بیجنگ ایکشن پلیٹ فارم کے موقع پر منظور ہونے والی دستاویز کے پیراگراف کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ اصل مسئلہ بھی یہی ہے۔ گزشتہ برسوں میں مسلم حکومتیں مغرب کے اخلاق باختہ، خاندان دشمن اور سب سے بڑھ کر اسلام دشمن ایجنڈے کے چیلنج میں ناکام رہی ہیں۔ ایسا نہ کر کے انہوں نے باطل کے مقابلے میں حق کا ساتھ نہ دے کر اپنے مذہبی فریضے سے یقیناً پہلوتہی کی ہے۔ وہ آج تک مغرب کی اس سازش کے حوالے سے یا تو اپنے تحفظات کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں اور یا پھر اس عمل میں وہ استثناءات طلب کرتے رہے ہیں۔ مسلم حکمرانوں کے تحفظات کو ریکارڈ پر لانے کی اجازت دی جاتی رہی ہے، مگر اس کے باوجود مغرب کے معاشرتی انجینئروں نے اپنے ایجنڈے کو بلا روک ٹوک جاری رکھا ہے۔

اب مغرب انہیں اپنے یہ تحفظات ختم کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس سلسلے میں دیے جانے والے ''نئے فرامین'' کا متن ملاحظہ کریں:

''102d خواتین کے خلاف تمام قسم کے امتیازات کے خاتمے کے متعلق کنونشن کی توثیق کی جائے اور اس ضمن میں تحفظات کو محدود کیا جائے اور یہ کہ کنونشن کے مقاصد یا بین الاقوامی قانون معاہدہ سے متصادم تحفظات کو واپس لیا جائے۔...... 120C موجودہ اور پیش آئند قانون سازی کا جائزہ لیتے ہوئے اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ یہ خواتین کے خلاف امتیازات کے کنونشن سے ہم آہنگ ہیں۔''

مسلم معاشرے کو مغربی معاشروں جیسی تباہی سے دوچار کرنے کا جو منصوبہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جون میں حتمی منظوری کے لیے پیش کیا گیا تھا، اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ مغربی معاشرہ کسی بیرونی مداخلت کے باعث انتشار سے دوچار نہیں ہوا، بلکہ یہ سوسائٹی میں پھیلنے والی مادہ پرستی کا منطقی نتیجہ تھا کہ جس کے خلاف چند ذی عقل افراد نے مزاحمت کی۔ اب اقوام متحدہ سی ''بیماری'' کو طاقت کے زور پر پوری دنیا میں برآمد کرنا چاہتا ہے۔ اب تک ہونے والی پیش رفت میں تو اس عالمی ادارے کے ''نیم حکیم'' ہی کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ معیاری پروپیگنڈا مہمات اور مربوط کوششوں کے نتیجے میں وہ کسی قابل ذکر مزاحمت کے بغیر کامیابی کے جھنڈے گاڑتے جا رہے ہیں۔

آبادی ہی دراصل مسائل کی جڑ ہے، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے کہ جو اللہ کے تصور کی ملامت کرنے والوں نے اپنے تئیں گھڑ رکھا ہے۔ اس جھوٹ کو کبھی کسی نے چیلنج کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی مگر آج خود اس کے پیش کاروں نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا علم بلند کر کے خود اپنے اس جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے عورتوں کے نئے حقوق کا شور اٹھا کر اور نیکی اور بدی کی نئی تعریفیں گھڑ کر اپنی نئی شریعت کی داغ بیل رکھی ہے۔

پاکستان کی فوجی حکومت نے جب بلدیات کی سطح پر پچاس پچاس فیصد مرد وزن کی نمائندگی کے منصوبے کا اعلان کیا تو کسی کو بھی ورلڈ بینک کی طرف سے جاری ہونے والے اس ''فرمان'' کی حکمت اور مقاصد کے بارے میں سوال

اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جب پاکستان میں وزارت قانون نے ''غیرت کے نام پر قتل'' کو اقوام متحدہ کے نیم حکیموں کے احکامات کے تحت باقاعدہ ''قتل'' قرار دیا تو کسی کو اس کے بارے میں استفسار کی توفیق نہیں ہوئی۔

اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کی حالت بھی اسلامی دنیا سے مختلف نہیں کہ یہاں پر بھی مسلمانوں کے حقوق میں آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہے۔ چھ برس قبل قاہرہ میں ہونے والی کانفرنس کے موقع پر مسلم دنیا میں ایک ہیجان دیکھنے میں آیا مگر پھر بعد میں سب کچھ فراموش کر دیا گیا اور اس طرح اقوام متحدہ کا منصوبہ بلا کسی روک ٹوک کے جاری رہا۔

افسوس کہ مسلم دنیا بوسنیا، کوسووا اور کشمیر میں اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتوں کی حفاظت میں ناکام رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی پیش آئندہ مہم کو روکنے میں ناکامی دراصل بغاوت کا ساتھ دینے کے مترادف ہوگا۔ مذکورہ بالا دستاویزی حقوق جان کر یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ جون ۱۹۹۵ء میں نیویارک میں منعقد ہونے والے کنونشن کے موقع پر ''عالمی ادارے کے فرامین'' سے ہم آہنگی نہ رکھنے والے قرآن و سنت کے احکامات کی تنسیخ کے ارتکاب سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔ مسلمانوں کو ایک عظیم فتنے کا سامنا ہے اور اگر آج انہوں نے اس کے توڑ کا اہتمام نہ کیا تو پھر آنے والے دور میں انہیں اسلام کو فراموش کر دینا چاہیے۔

بیجنگ پلس 5 کانفرنس

یہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اس خصوصی سیشن کا نام ہے جس میں اقوام عالم کے خصوصی نمائندوں کو اس بات پر غور کرنے کے لیے اکٹھا کیا جا گیا ہے کہ انہوں نے بیجنگ میں عورت کے لیے جو لائحہ عمل تجویز کیا تھا اس پر اقوام عالم نے کتنا عمل کیا اور اس سلسلے میں کیا کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

عورت کے بارے میں عالمی کانفرنسیں

عورت کے بارے میں پہلی عالمی کانفرنس 1975ء میں، دوسری عالمی کانفرنسیں کوپن ہیگن میں 1980ء میں، تیسری عالمی کانفرنسیں 1985ء میں نیروبی میں اور چوتھی عالمی کانفرنس 1995ء میں بیجنگ میں منعقد ہوئی۔

کب اور کہاں

5 سے 9 جون 2000ء تک نیویارک میں بیجنگ +5 جو کہ بیجنگ کانفرنس کے 5 سال بعد ایک کانفرنس منعقد ہوئی ہے اور اس میں اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں کے حکومتی وفود کے علاوہ غیر سرکاری تنظیموں کے وفود بھی شریک ہوئے۔ اگرچہ یہ اتنے بڑے پیمانے کی کانفرنس نہیں تھی جیسا کہ بیجنگ کانفرنس تھی مگر اس کی اہمیت بہت زیادہ تھی کیونکہ اس میں سارے معاہدوں کی توثیق کی گئی۔

کانفرنس کا عنوان

Women 2000: Gender Equiality Development and Peace in the 21st Century

2000ء کی خواتین اور اکیسویں صدی میں صنفی مساوات، امن اور ترقی۔

کس نے شرکت کی؟

چونکہ یہ اقوام متحدہ کا ایک خصوصی اجلاس تھا اس لیے اس میں اقوام متحدہ کے ممبروں ملکوں کے وفود اور وہ غیر

سرکاری تنظیمیں جو کہ Ecosoc Status کی حامل تھیں، نے شرکت کی۔ Ecosoc، اقوام متحدہ کی معاشی اور معاشرتی کونسل ہے جو کہ اس بات کا فیصلہ کرتی کہ آپ اس کانفرنس میں شریک ہونے کے اہل ہیں یا نہیں۔

عالمی تیاریاں

اس کانفرنس کے لیے عالمی تیاریاں تو 1995ء کے بعد سے ہی شروع ہوگئی تھیں۔ مگر 1999ء میں اور 2000ء کے شروع میں اس کی تیاریاں عروج پر پہنچ گئیں جبکہ مہینے اس سلسلے کی کوئی نہ کوئی علاقائی کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس سلسلے میں تیاریوں کی کانفرنسیں یعنی Prep_com منعقد کی گئیں۔

1۔ پہلی Prep_Com 15 سے 19 مارچ 1999ء نیویارک میں منعقد کی گئی۔

2۔ ایشیا پیسفک میٹنگ 11 سے 12 جون پینانگ میں۔

3۔ ساؤتھ ایشیا سب ریجنل N.G.O میٹنگ 11 سے 14 اگست کھٹمنڈو میں۔

4۔ ایشیا پیسفک N.G.O سمپوزیم 31 اگست سے 4 ستمبر بنکاک میں۔

5۔ اور بڑی سطح کی وزارتی کانفرنس 26 سے 29 اکتوبر بنکاک میں۔

6۔ Lobbying Training ورکشاپ 28 سے 29 جنوری 2000ء میں کھٹمنڈو میں۔

7۔ اور دوسری Prep_Com 27 فروری سے 17 مارچ 2000ء تک نیویارک میں منعقد ہوئی ہے۔

مسلمان عورت کیا کرے؟

اگرچہ ان کانفرنسوں میں بڑی تعداد میں مسلمان عورتوں نے شرکت کی مگر بدقسمتی سے وہ اپنے دین کو اس انداز میں سمجھتی ہیں جیسا کہ مغرب ان کو سمجھانا چاہتا ہے۔ ان میں اکثریت اس بات سے لاعلم ہے کہ ہمیں دام فریب میں پھنسایا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی خوبصورتی کو اپنی ان لاعلم بہنوں اور ساری دنیا کی سسکتی عورت کے سامنے لایا جائے کہ جن حقوق اور رعایتوں کے لیے آج تم ماری ماری دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہو وہ 1400 سال پہلے محسن انسانیت نے تمہاری جھولی میں ڈال دیے تھے۔ تمہیں وہ سارے حقوق بن مانگے ہی عطا کر دیے تھے جن کے لیے آج کشکول گدائی لیے پھر رہی ہو۔ مگر یہ زیادہ آسان کام نہیں۔ آج کی مسلمان عورت کو جدید علم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اور اپنے اسلاف سے رشتہ جوڑتے ہوئے جدید اور قدیم زمانوں کے آقا کے نقش پا پر اعتماد سے قدم اٹھانے ہوں گے تا کہ نئی صدی میں شیطان کے چیلنجوں کا مقابلہ کر کے اسے مسلمان عورت کی باوقار صدی بنا سکیں۔ اس سلسلے کی مزید معلومات مندرجہ ذیل ویب سائٹس سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ Official Documents http:// www.un.org/womenwatch

Preview 2000 http:// www.gn.apcorg/apcwomen

بیجنگ پلس 5 خبرنامہ

بیجنگ پلس 5 کا سہ ماہی خبرنامہ اسلام آباد سے ادارہ ترقیات اقوام متحدہ جنڈر یونٹ (Gender Unit) کے زیر اہتمام شائع کیا جاتا رہا۔ جون 2000ء میں ہونے والے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے خصوصی اجلاس بیجنگ پلس (بی پی 5) کی تیاریوں کے بارے میں تازہ ترین معلومات فراہم کی گئیں۔ (بی۔ پی 5) کا اجلاس 1995ء میں بیجنگ میں ہونے والی چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین کی پانچویں سالگرہ کے موقع پر منعقد کیا گیا۔ اس خصوصی اجلاس میں حکومتی اور غیر سرکاری

تنظیموں کے نمائندوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ حکومتوں نے بیجنگ کانفرنس کے موقع پر کیے گئے وعدوں پر کس حد تک عمل درآمد کیا ہے۔ ان وعدوں کا از سر نو اعادہ بھی کیا گیا۔

قومی سطح پر تیاریاں

بی پلس 5 عمل اور غیر سرکاری تنظیموں کی دوسری قومی مشاورت:

پاکستان میں بی پلس 5 عمل کی دوسری قومی مشاورتی میٹنگ اسلام آباد میں شرکت گاہ کے زیر اہتمام 14 فروری 2000ء کو ہوئی۔ پہلی قومی مشاورتی میٹنگ اگست 1999ء میں ہوئی تھی۔ دوسری قومی مشاورتی میٹنگ میں غیر سرکاری تنظیموں نے بحیثیت ایک فورم کے پاکستانی غیر سرکاری تنظیموں کی رپورٹ اختیار کی (جس کا خاکہ اگست 1999ء کو کھٹمنڈو میں ہونے والی جنوبی ایشیائی علاقائی غیر سرکاری تنظیموں کی میٹنگ میں تیار کیا گیا تھا) جو کہ پاکستانی غیر سرکاری تنظیموں کے وفد نے مارچ 2000ء میں نیویارک میں ہونے والے PrepCom میں پیش کیا۔ دوسری قومی میٹنگ میں اقوام متحدہ کے طریقہ عمل اور CEDAW سے متعلق ایک تعارفی سیشن شامل تھا تاکہ تمام معاملات کو B+5 ریویو سے جوڑا جاسکے۔ اس موقع پر تعلیم، بہبود خواتین، سماجی بہبود اور خصوصی تعلیم کی وزیر مملکت محترمہ زبیدہ جلال کو مشاورتی اجلاس کے ایک سیشن کی سربراہی کی دعوت دی گئی۔

PrepCom کے بعد صوبوں میں معلومات عام کرنے کے لیے ایک نظام الاوقات ترتیب دیا گیا جس میں B+5 کی کارکردگی کا قومی، علاقائی اور عالمی سطح پر جائزہ لیا جاسکے۔ B+5 سے متعلق ایک ورکشاپ نومبر 1999ء میں پشاور میں منعقد ہو چکی تھی۔

اسکیپ Escap اعلیٰ سطحی بین الحکومتی میٹنگ:

بینکاک، 26، 29 اکتوبر 1999ء

ایشیا اور بحرالکاہل کے لیے اقتصادی اور سماجی کمیشن Escap کی اعلیٰ سطح کی میٹنگ بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن پر علاقائی عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لیے منعقد کی گئی تھی۔ اس میٹنگ میں 450 سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں ایس کیپ Escap کے 60 مکمل اور معاون ممبران کے وفود، کئی ناظرین، اقوام متحدہ کی مختلف ایجنسیوں سے نمائندے اور 200 غیر سرکاری تنظیمیں شامل تھیں۔ اس میٹنگ میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن میں بتائے گئے اشد اہمیت کے معاملات پر علاقائی عمل درآمد اور پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔ علاقائی اور عالمی رجحانات اور تبدیلیوں کے پیش نظر بہترین طریقہ عمل، بہترین عمل درآمد، اس راہ میں پیش آنے والی دشواریوں اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل پر خاص روشنی ڈالی گئی۔ اس موقع پر وفود نے بہت سے اہم معاملات اور تدابیر کی نشاندہی بھی کی جو باہم مشترک تھے۔ ان میں اہم معاملات خواتین پر تشدد، گلوبلائزیشن Globlization بین الریاستی اختلافات، انسانی حقوق، خواتین کے معاشی اور سیاسی اختیار، تعلیم اور بچیوں سے متعلق تھے۔ بیجنگ پلیٹ فار پر مزید عمل درآمد کے لیے ان تدابیر اور تجاویز کو اختیار کیا گیا جو جون 2000ء میں نیویارک میں ہونے والے B+5 کے خصوصی اجلاس میں ایشیا اور بحرالکاہل کے علاقوں کی طرف سے پیش ہوں گے۔

اس میٹنگ میں غیر سرکاری تنظیموں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک ماہ قبل بینکاک میں منعقد ہونے والے غیر

سرکاری تنظیموں کے سمپوزیم میں شرکت کی وجہ سے ان کی تیاری بہت اچھی تھی۔ مزید یہ کہ غیر سرکاری تنظیموں کے وفود کو میٹنگ کے مکمل اجلاس میں پوری آزادی کے ساتھ بات کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور صرف رپورٹ تیار کرنے والی کمیٹیوں کے دوران انہیں ردوبدل سے متعلق مشورے پر پابندی تھی۔ کئی شریک ہونے والے ممالک نے اپنے وفود میں غیر سرکاری تنظیموں کے تجربہ کار نمائندوں کو بھی شرکت کا موقع دیا جس کی وجہ سے سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے مابین ایک مثبت انداز تعاون میں اضافہ ہوا۔ بہت سے شرکاء کے لیے ایس کیپ ESCAP کی میٹنگ ایسے تجربہ کار سرگرم عمل نمائندوں سے ملاقات کا موقعہ تھا جو بیجنگ کارروائیوں میں مصروف ہیں جو اپنے ملک کی سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں سے تعلق رکھتے ہوں۔

12 اکتوبر 1999ء کو پاکستان میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے مجوزہ پاکستانی سرکاری وفد اس میٹنگ میں شرکت نہیں کرسکا۔ مگر غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندوں نے کئی سیشنز میں بڑھ چڑھ کر شرکت کی۔ تھائی لینڈ میں پاکستانی سفارت خانے سے ایک نمائندے نے پاکستان کی طرف سے میٹنگ میں سرکاری بیان پیش کیا، جس میں NPA کا ایک مختصر خاکہ اور پاکستان میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن پر عمل درآمد کا لائحہ عمل پیش کیا گیا۔

ایشیا پسیفک ویمنز واچ

ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک کے لیے ویمنز واچ APWW سرکاری تنظیموں کا ایک نیٹ ورک ہے جو ایشیاء اور بحرالکاہل کے ممالک میں ہونے والی B+5 کی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ یہ نیٹ ورک 1995ء میں بیجنگ میں ہونے والی چوتھی عالمی کانفرنس کے سلسلے میں شروع کیا گیا جس کو اگست 1999ء میں بینکاک میں ہونے والی غیر سرکاری تنظیموں کے سمپوزیم کے موقعے پر مستحکم کیا گیا۔ اس موقعے پر مختلف ممبران نے اپنے ملکوں میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن پر عمل درآمد سے متعلق تجربات اور اقدامات پر روشنی ڈالی۔ APWW کا ایک حصہ ساؤتھ ایشیا واچ South Asia Watch ہے۔ جس کا قیام جنوبی ایشیائی غیر سرکاری تنظیموں کی اگست 1999ء میں کھٹمنڈو میں ہونے والی ذیلی علاقائی میٹنگ میں ہوا۔ ESCAP ایس کیپ کی میٹنگ میں ایشیاء اور بحرالکاہل کے ممالک میں ویمنز واچ نے APWW کی سٹیرنگ کمیٹی قائم کی جس کا اب پاکستان ممبر ہے۔ ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک میں ویمنز واچ APWW اور ایشیاء اور بحرالکاہل کے ممالک کا فورم برائے خواتین، قانون اور ترقی APWLO نے مشترکہ طور پر 28-29 جنوری کو کھٹمنڈو میں غیر سرکاری تنظیموں کی لابنگ ورکشاپ منعقد کی جس میں پاکستان سے ساؤتھ ایشیا واچ کی شگفتہ علی زئی نے بحیثیت کو کنونیز Co-convener شرکت کی۔ بعد ازاں انہوں پاکستانی غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندوں کو نیویارک میں منعقد ہونے والی Prep Com میں شرکت کی تربیت دی گئی۔

خواتین سیاسی قائدین کا عالمی فورم، منیلا، فلپائن 17-19 جنوری 2000ء

خواتین سیاسی قائدین کا عالمی فورم اپنی نوعیت کا وہ پہلا اجلاس تھا جس میں سیاسی سرگرمیوں میں مصروف تمام خواتین کو باہم ملاقات کا موقع ملا، خواہ وہ صدر ہوں یا وزیراعظم، ذیلی سطح کی سیاسی لیڈر اور کارکن۔ یہ فورم B+5 کی تیاری کے لیے منعقد کیا گیا تھا جس کا اصل محور اقتدار اور فیصلہ سازی کی ذمہ داریوں پر فائز خواتین سے متعلق تھا جو کہ بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کا ایک اہم نقطہ ہے۔ اس موقعہ پر بدلتے ہوئے سیاسی نظام، قدامت پرستی میں اضافہ، ثقافتوں میں بڑھتی

یکسانیت، تکنیکی انقلاب اور خواتین سے متعلق انسانی حقوق کی مستقل خلاف ورزیاں خصوصاً فرقہ وارانہ فسادات اور جنگ کے موقعوں پر ہونے والی خلاف ورزیوں کے موضوعات زیر بحث آئے۔ یہ توقع کی گئی تھی کہ عالمی فورم ایک قرارداد وضع کرے گی جس میں سیاست میں تبدیلی لانے والی اہم تدابیر تجویز ہوں گی۔ یہ قرارداد B+5 کے خصوصی سیشن کے لیے تیار کی گئی۔

خواتین سیاسی قائدین کے عالمی فورم کا اہتمام منیلا کے انسٹیٹیوٹ فارویمنز لیڈرشپ Institute for Women's Leadership نے کیا۔ اس ادارے کی سربراہ محترمہ آئیرین سنتیا گو، اس فورم کی کنویز بھی تھیں۔ سنتیا گو 1995ء میں چین میں ہونے والی خواتین سے متعلق غیر سرکاری تنظیموں کے فورم کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر Excutive Director بھی تھیں جو کہ اقوام متحدہ کی چوتھی عالمی کانفرنس کے متوازی چل رہی ہے۔ اس فورم میں پاکستان کی نمائندگی عورت فاؤنڈیشن کی تین اراکین، پاکستان پیپلز پارٹی پشاور، پاکستان مسلم لیگ (نواز) لاہور اور جمہوری وطن پارٹی کوئٹہ کے تین سیاسی کارکنوں نے شرکت کی۔ پاکستانی خواتین کے اس چھ رکنی وفد کے اخراجات CIDA کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی، پاکستان نے برداشت کیے۔

B+5 کا خلاصہ:

پاکستان دنیا بھر کی ان 166 حکومتوں میں ایک ہے جنہوں نے جینڈر سے متعلق ایک قومی منصوبہ DAW تیار اور پیش کیا ہے۔ (تاریخ عمل درآمد 15 نومبر 1999ء)

پاکستان ان 130 ممبر ممالک میں سے ایک ہے جس نے سیکریٹری جنرل کے بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن سے متعلق سوال نامے کا جواب دیا ہے۔ (تاریخ عمل درآمد 14 دسمبر 1999ء)

''بیجنگ+5 مستقبل کی کاروائیاں اور پیش قدمیاں'' کے عنوان سے DAW اور مغربی ایشیا کے معاشی اور معاشرتی کمیشن نے مشترکہ طور پر 8-10 نومبر 1999ء کو ایک بین الاقوامی ورک شاپ بیروت لبنان میں منعقد کی تھی۔ اس موقعے پر دنیا کے مختلف علاقوں سے دس ماہرین اور اقوام متحدہ کے اہل کاروں نے مل کر عملی تجاویز تیار کیں جو B+5 خصوصی اجلاس (جون 2000ء) میں پیش کی گئیں۔

غیر سرکاری تنظیموں کی کانفرنس میں ہم آہنگی پیدا کرنے والی کمیٹی نے (UN(CONGO سے باہم مشاورت کے بعد B+5 کے خصوصی اجلاس کی تیاری کے لیے 2-3 جون 2000ء کو غیر سرکاری تنظیموں کے لیے ایک عملی اجلاس طلب کیا تھا۔

Prep Com اور خواتین کے منصب سے متعلق کمیشن (CSW) کا چوالیسواں اجلاس:

چوالیسویں اجلاس کا انعقاد 28 فروری سے 17 مارچ 2000ء تک نیویارک میں ہوا۔ سی۔ ایس۔ ڈبلیو (CSW) اقوام متحدہ کی اقتصادی اور معاشرتی کونسل (ECOSOC) کا حصہ ہے اور اس کا منشور ایسی سفارشات تیار کرنا ہے جو خواتین کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، شہری اور تعلیمی حقوق کا تحفظ کرتی ہوں۔ اس کمیشن کا بنیادی مقصد خواتین اور مردوں کے حقوق میں مساوات کے اصول پر عمل درآمد کو فروغ دینا ہے۔ خواتین کے منصب سے متعلق کمیشن (CSW) کے 45 ممالک ممبر ہیں، جن کا انتخاب چار سال کی مدت کے لیے ECOSOC کرتی ہے۔ اس وقت پاکستان اس کا ممبر نہیں تھا مگر بحیثیت

ناظر (observer) اس کے اجلاس میں شرکت کی۔

1995ء میں بیجنگ میں خواتین کی چوتھی عالمی کانفرنس کے بعد سی۔ ایس۔ ڈبلیو (CSW) کے منشور کے مطابق عملی پروگراموں کے دائرہ کار کو بڑھا دیا گیا ہے تا کہ بیجنگ کانفرنس میں BPFA بیجنگ کانفرنس فار ایکشن کے تجویز کردہ ضروری معاملات کا باقاعدہ سے جائزہ لیا جا سکے۔ اس نئے منشور کے مطابق سی۔ ایس۔ ڈبلیو CSW کے چوالیسویں اجلاس کا بنیادی مقصد Prep Com کے لیے تیاری کرنا تھی۔ یہ اجلاس جنرل اسمبلی کے اس خصوصی اجلاس کی تیاری کرے گا جس کا موضوع ہے ''خواتین 2000ء: اکیسویں صدی کے لیے جنڈر، مساوات، ترقی اور امن'' اسے بیجنگ پلس 5 (Beijing Plus 5) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ پچھلی Prep Com میٹنگ مارچ 1999ء میں منعقد ہوئی تھی۔

چوالیسویں اجلاس اور Prep Com میں بالترتیب دو پینل مباحثے ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- 1 مارچ 2000ء: نئے ابھرتے ہوئے رجحانات، مردوں اور خواتین کے مابین مساوات پر اثر انداز ہونے والی تجاویز کا جائزہ۔
- 16 مارچ 2000ء: نئی صدی کے بعد جینڈر میں مساوات، ترقی اور امن کا تناظر۔

حکومتوں کو مدعو کیا گیا تھا کہ وہ ان پینلوں میں اپنی نمائندگی کے لیے ماہرین کا انتخاب کریں۔ Prep Com میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کی جانچ پڑتال کے لیے عام مباحثے ہوئے جن میں ایسا مواد اکٹھا کیا گیا جو B+5 میں نئی تجاویز اور مجوزہ عملی اقدامات کی تیاری میں کام آئے۔

ECOSOC کے ساتھ مشاورتی مقام رکھنے والی تمام سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کو Prep Com میں شمولیت کے لیے مدعو کیا گیا۔ اس کے علاوہ وہ غیر سرکاری تنظیمیں بھی اس میں شامل ہونے کی مجاز تھیں جو چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین سے متعلق تھیں۔

27 فروری 2000ء کو خواتین کے منصب پر کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کی کمیٹی آدھے دن کی میٹنگ کرے گی جس میں ان تمام غیر سرکاری تنظیموں کو تعارف اور مختصر ہدایات فراہم کی جائیں گی جو Prep Com میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ یہ اجلاس 5 مارچ 2000ء کو دوبارہ ہوگا۔ غیر سرکاری تنظیموں کی کمیٹی 4 مارچ کو ایک دن کا مشاورتی اجلاس بھی کرے گی جس میں غیر سرکاری تنظیموں کی طرف سے Prep Com اجلاس میں پیش کیا جانے والا لائحہ عمل تیا کیا جائے گا۔

پاکستان کی نمائندگی ایک سرکاری وفد کرے گا۔ شرکت گاہ کی سرپرستی میں پاکستانی غیر سرکاری تنظیموں کا ایک وفد بھی Prep Com اجلاس میں شریک ہوگا۔ تمام سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی شمولیت کے لیے اخراجات کی فراہمی اقوام متحدہ کی ایجنسیاں اور دوطرفہ ڈونر ایجنسیاں کریں گی جو پاکستان میں UNDP کے زیر اہتمام B+5 کے مقاصد کی حمایت کرتی ہیں۔

NCSW میں غیر رسمی مشاورت:

نومبر اور دسمبر 1999ء میں خواتین کے منصب سے متعلق کمیشن NCSW نے B+5 خصوصی اجلاس کے لیے غیر رسمی مشاورتی تیاریاں کیں۔ اس میں درج ذیل موضوعات کا احاطہ کیا گیا۔

- B+5 میں تیار کی جانے والی حتمی دستاویز میں ان چار نکات کا احاطہ کیا گیا: BPFA پر عمل درآمد میں پیش آنے

والی رکاوٹیں اور کامیابیاں، وہ چیلنج اور رجحانات جو BPFA پر مکمل عمل درآمد پر اثر انداز ہوتے ہیں، وہ تدابیر اور طریقہ عمل جو BPFA پر مکمل اور جلد از جلد عمل درآمد میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو کامیابی کے ساتھ دور کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہیں۔

o۔ افریقہ سے شرکت کرنے والے گروہ کی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے خصوصی اجلاس میں غیر سرکاری تنظیموں کی شمولیت کی شرائط وضع کی گئیں۔ اس کے تحت تمام غیر سرکاری تنظیموں کو B+5 خصوصی اجلاس کے منتظمین سے رابطہ کرنے کی ہدایت کی گئی۔ البتہ غیر سرکاری تنظیموں کی اہلیت کا مسئلہ آئندہ کے لیے ملتوی کر دیا گیا تھا۔

www.un.org.pk

اس ویب سائیٹ پر بیجنگ پلس 5 خبر نامے کے پہلے اور دوسرے شمارے دیکھ سکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ پر اقوام متحدہ کے پاکستان میں مختلف منصوبوں اور UNDP کے جینڈر پروگرام کے بارے میں معلومات دستیاب ہیں۔

B+5 سے متعلق مزید معلومات کے لیے درج ذیل ویب سائیٹ دیکھئے۔

UN ویب سائٹس:

www.un.org/womenwatch

www.undp.org/gender

www.unifem.undp.org

www.unifem-eastasia.org

www.unescap.org

غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر اداروں کی ویب سائیٹس:

www.womenaction.org, www.women-lead.org

www.whrNet.org, www.jca.apc.org/aworc/bpfa

اہم مواقع:

17 جنوری۔4 فروری 2000ء، اقوام متحدہ کے صدر دفاتر، نیویارک

CEDAW کا بائیسواں 22 اجلاس:

رابطہ: Women's Rights Unit, DAW, Room DC2,-1226,UN NY 10017, USA

فیکس: (212)963-3467 ای میل: daw@un.org

ویب سائیٹ: www.un.org/womenwatch/daw/cedaw

17-19 جنوری 2000ء منیلا فلپائن:

خواتین سیاسی قائدین کا عالمی فورم۔

میزبان: Institute for Women's Leadership

رابطہ: Irene M Santiago, Convenor

ٹیلی فون نمبر:(63-32)345-4308/09 فیکس:(63-32)344-3769

ای میل:account@ovation.com.ph ویب سائیٹ:www.women-lead.org

28-29 جنوری 2000ء کھٹمنڈو، نیپال

APWW اور APWLD کے زیر اہتمام بیجنگ +5 کے CSW اور خصوصی اجلاس کے لیے غیر سرکاری تنظیموں کی لابینگ (Lobbying) کی ورک شاپ ہوگی۔

رابطہ: Virad Somaswasdi of Asia Pacific Forum for Women, Law ،(APWLD) and Deve lopment Santitham YMCA Building, 3rd Floor, Room 305-30, 11 Sermsuuk Rd Soi Mengrairasmi, Chiangmai, 50300 Thailand.

ٹیلی فون:(66-53) 404615 ای میل:apwld@loxinfo.co.th

14 فروری 2000ء اسلام آباد پاکستان

شرکت گاہ کے زیر اہتمام، دوسری قومی مشاورت

رابطہ: شرکت گاہ لاہور، ٹیلی فون نمبر: 4 5 5 6 3 8 5-(2 4 0) شرکت گاہ، کراچی، ٹیلی فون نمبر (021)-570619

28 فروری-17 مارچ 2000ء، UNHQ نیویارک

خواتین کے منصب سے متعلق کمیشن کا (CSW) چوالیسواں 44 اجلاس

رابطہ: DAW, Room Dc2-1250, Un, New York, Ny 10017, USA

فیکس:(212)963-3463 ای میل:daw@un.org

ویب سائیٹ:www.un.org/womenwatch/daw

8 مارچ 2000ء

تعمیل: بین الاقوامی یوم خواتین 2000ء

بیجنگ پلس 5 مستقبل کے اقدامات اور لائحہ عمل: بیروت کانفرنس

8 تا 10 نومبر 1999ء بیروت میں اقوام متحدہ کے شعبہ ترقی نسواں کے زیر اہتمام مغربی ایشیا کے لیے اقوام متحدہ کے اقتصادی و سماجی کمیشن کے تعاون سے ''بیجنگ 5 مستقبل کے اقدامات اور لائحہ عمل'' کے عنوان سے ایک بین الاقوامی ورکشاپ منعقد کی گئی۔ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ خواتین کی معاشرتی ساکھ کی بحالی کے لیے قابل عمل سفارشات پر بحث و مباحثہ کا اہتمام کیا جائے۔ ایک طرف سے کمیشن جنرل اسمبلی کے خصوصی سیشن کے لیے تیار کررہا تھا۔

1-1995ء کے بعد فروغ پانے والے عالمی رجحانات کے تناظر میں، اس ورکشاپ نے ان رجحانات مساوات مردوزن سے متعلقہ موضوعات، ترقی نسواں اور امن کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے اور مرتب شدہ و سفارشات اور اعداد وشمار پر

بات کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ذیل میں دیے گئے عنوانات دراصل ان ہی ماہرین نے تیار کیے ہیں جو اس ورکشاپ میں شریک تھے۔

2۔ **ورکشاپ میں پیش کردہ معلومات ومباحث کا خلاصہ:**

ورکشاپ میں شریک ماہرین نے خواتین سے متعلقہ 12 موضوعات کا تین بنیادی مفروضوں کے تحت جائزہ لیا۔ الف: مساوات مردوزن (جس میں تعلیم، ذرائع ابلاغ، فیصلہ سازی، گرل چائلڈ، ادارتی طریقہ ہائے کار اور تشدد کے موضوعات شامل ہیں) اب ترقی (جس میں۔۔۔معاشی صورت حال، صحت، ادارتی طریقہ کار اور تشدد کے موضوعات شامل ہیں) اور ج: امن (جو کہ خواتین پر تشدد اور ان کے خلاف مسلح جارحیت سے متعلق بحثوں سے متعلق ہے)

ان تینوں مفروضات کے تحت جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آئی کہ خواتین اور انسانی حقوق کا موضوع تینوں ہی مفروضات پر مبنی ہیں، لہٰذا ان بحثوں سے پلیٹ فارم برائے ایکشن کی سفارشات پر عمل درآمد کے لیے اہداف کا تعین کیا گیا۔

(الف) خواتین کی چوتھی عالمی کانفرنس 1995ء منعقدہ بیجنگ کے بعد سے حاصل ہونے والی اہم کامیابیاں

3۔ خواتین کی حیثیت میں اضافے کی تعریف کی گئی، اس امر کی بھی تحسین کی گئی کہ عالمی اور مقامی دونوں سطحوں پر خواتین کے حقوق کو انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے، بایں ہمہ خواتین میں بھی مردوں کے مساوی حقوق کے حصول کے لیے خواہش اور کوششوں میں اضافہ ہوا ہے۔

4۔ عالمی سطح پر مساوات مردوزن کے تصورات میں مطابقت و یکسانیت بڑھی ہے جو کہ مشترکہ عالمی اصولوں، روایات، قوانین اور ادارتی طریقہ کار کی صورت میں سامنے آئی ہے، ساتھ ہی خواتین کا استحصال کرنے والے تمام ظالمانہ قوانین ورسوم کے خاتمے کے لیے بھی کوشش ہوئی ہیں۔ مساوات مردوزن کو عالمی سطح پر اور اس سے اگرچہ کچھ کم، قومی وعلاقائی سطحوں پر ایک ''مشترکہ اچھائی'' کے طور پر قبول کرلیا گیا ہے۔

5۔ بیجنگ کانفرنس نے خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے مردوں کے کام کرنے کی ضرورت اور ان کے کردار اور ذمہ داریوں پر بھی روشنی ڈالی تھی۔ جس سے اس تناظر میں خواتین کے بدلتے ہوئے کردار اور ان کے مخصوص مسائل پر بات کرنے میں آسانی پیدا ہوئی۔

6۔ پلیٹ فارم نے دراصل مساوات مردوزن کے تصور کو ترقی نسواں کے تصور سے اس انداز میں مربوط کردیا ہے کہ مساوات مردوزن کی ترویج سے لازمی طور پر خواتین کی ترقی ہی رونما ہو رہی ہے۔

7۔ پلیٹ فارم نے مساوات مردوزن کے فروغ کے لیے حکومت کی بجائے کارکنوں کے کردار کی شناخت پر زور دیا اور ان کے کردار کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس طرح اس مقصد کے لیے کام کرنے والے کارکنوں اور ان اداروں مثلاً حقوق نسواں کی بین الاقوامی تنظیموں، معاشرے، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ اور نجی شعبہ کا کردار ابھر کر سامنے آیا ہے۔

8۔ عالمی پیمانے پر ایسی قومی و بین الاقوامی تنظیمات میں اضافہ ہوا ہے جو کہ عالمی سطح پر مساوات مردوزن کے تصورات کو مختلف اصولوں، روایات اور ادارتی طریقہ کار کی تشکیل کے ذریعہ فروغ دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

9۔ خواتین کے خلاف ہر طرح کی جارحیت وتشدد، مثلاً گھریلو، سماجی اور حالت جنگ میں کیے جانے والے تشدد کو ذرائع ابلاغ کو مدد سے عوام کے سامنے پیش کیا گیا اور یوں اسے انسانی حقوق کے ایک مسئلے کے طور پر منوایا گیا ہے۔

ب) بدلا ہوا عالمی تناظر

10۔ ان تمام کامیابیوں کے سبب مساوات مردوزن کے لیے عالمی سطح پر شعور وآگہی پیدا ہوئی ہے۔ قانون سازی میں اضافہ ہوا ہے لیکن بدقسمتی سے بعض اہم شعبہ جات میں رویوں اور معمولات میں خاطر خواہ تبدیلیاں نہیں لائی جاسکیں۔ مثال کے طور پر معاشی میدان اور اختیارات میں خواتین کی شرکت میں اضافہ نہیں ہوا۔ اسی طرح خواتین پر کیے جانے والے تشدد کے خاتمے کے لیے قانون سازی کے اقدامات بھی سست روی کا شکار رہے ہیں۔ علاوہ ازیں خواتین کی چوتھی عالمی کانفرنس سے اب تک دورانیہ میں عالمی تناظر میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں جنھوں نے نئے چیلنجز کو جنم دیا ہے۔ لہٰذا ان نئے چیلنجز سے نبردآزما ہونے کے لیے نئی حقیقتوں پر مبنی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔

11۔ عالمگیریت کے اس جدید دور میں، حکومتوں کی پالیسیاں آزادانہ تجارت اور سرمایہ کی گردش کی طرف مائل ہوئی ہیں۔ دنیا بھر میں حکومتوں کی طرف سے صنعتوں کے لیے مراعات، ملکی اثاثہ جات کی نجکاری اور قومی بچت کی پالیسیوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ذرائع مواصلات، ذرائع ابلاغ اور جدید ٹیکنالوجی کو آزاد کرنے کے رجحان کی وجہ سے ریاست کی اقتصادی شعبہ پر گرفت اور حکومت کی طرف سے معاشی حدود کے تعین میں بھی کمی ہوئی ہے۔

12۔ گلوبلائزیشن نے ثقافتی اقدار اور طرز زندگی کو بھی متاثر کیا ہے، تیزی سے آنے والی معاشی تبدیلیوں اور ذرائع ابلاغ کی جدت نے دنیا کی آبادی کو زندگی کے نئے انداز سے آشنا کیا ہے۔ گلوبلائزیشن کی وجہ سے ایک علاقے کے سیاسی واقعات وحوادث کے دوسرے علاقوں پر اثرات میں اضافہ ہوا ہے۔ اور یوں ایک عالمی معاشرہ جنم لے رہا ہے جس میں انسانی حقوق کو عالمی سطح پر اہمیت حاصل ہے۔

13۔ گلوبلائزیشن، معلومات کی فراوانی اور مواصلات کی جدید ٹیکنالوجی نے کچھ شعبہ جات کی اس قدر استعداد اور پیداوار میں تو اضافہ کیا ہے مگر ساتھ ہی ان کے باعث دوسرے کئی شعبہ جات متاثر ہوئے ہیں۔ حکومتوں نے افراد کے معاشرتی تحفظ کی اپنی ذمہ داری اپنے تئیں ختم کر لی ہے اور ضروریات زندگی کی فراہمی میں بھی حکومتوں کا کردار پہلے جیسا نہیں رہا ہے۔ گلوبلائزیشن کے باعث معاشرتی رویوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ اور امیر وغریب ممالک اور افراد کے درمیان معاشی خلیج وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ جس سے انسانی جان کے عدم تحفظ اور معاشرتی ناہمواریوں کے خطرات جنم لیتے ہیں۔ بہت سے معاشروں میں غربت اس وقت بھی سرفہرست مسئلہ ہے اور خواتین کے اندر غربت کی شرح بدستور قائم ہے۔

14۔ خواتین کے معاملے میں گلوبلائزیشن نے اگرچہ کچھ خواتین کو نسبتاً زیادہ خودمختاری اور معاشی ترقی کے مواقع فراہم کیے ہیں تو دوسری طرف بہت سی خواتین ایسی بھی ہیں جن کے معاشی مسائل میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ بہت سے ممالک میں خواتین کی ملازمت اور معاشی مواقع کی تعداد میں اضافہ اور مردوں کی تعداد میں کمی ہوئی ہے لیکن جو خواتین ملازمت کرتی ہیں وہ کم تنخواہ، مختصر وقت کی نوکری، عدم تحفظ اور صحت وغیرہ کے مسائل سے دوچار ہیں۔ انہیں

کسی بھی نوکری کے لیے آخری امیدوار سمجھا جاتا ہے اور نکالے جانے میں سب سے پہلے ان ہی کی باری آتی ہے۔

15۔ ملازمت یا مزدوری کے مختلف شعبوں کی طرف بھی رجحان میں تفاوت ہے۔ گھریلو صنعتوں اور تفریحی صنعت میں خواتین کی دلچسپی میں اضافہ ہوا ہے۔ مزدوری کے مواقع رکھنے والے ممالک کی طرف سے ہجرت کے سخت قوانین اپنانے کے باوجود غیر قانونی ہجرت جاری ہے خاص طور پر خواتین کی سمگلنگ وغیرہ کی صورت حال انتہائی مایوس کن ہے۔

یہ خواتین جن کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے یا ان کا تعلق کسی نظر انداز کی جانے والی اقلیت سے ہوتا ہے اپنی مجبوری کے تحت گھروں، فیکٹریوں یا دیگر پیداواری صنعتوں میں انتہائی کم اجرت پر کام کرتی ہیں اور غلاموں کی سی زندگی گزارتی ہیں۔

16۔ صنعت کی بڑھتی ہوئی سہولتوں کے باعث خواتین کی اوسط عمر میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس وجہ سے بیوہ عورتوں یا تنہائی کی زندگی گزارنے والی عورتوں کی تعداد بھی بڑھی ہے۔ ان بوڑھی خواتین کو جدید دور میں روایتی خاندانی امداد و تعاون کی کمی اور حکومت کی طرف سے سہولیات اور بہبود کے پروگراموں کی عدم فراہمی کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

17۔ جدید دور میں پیدا ہونے والی لا علاج بیماری ایڈز کا بھی خواتین پر گہرا اثر ہوا ہے، بالخصوص ترقی پذیر ممالک میں حکومت کی طرف سے اس بیماری کے مریض کے لیے کسی قسم کے علاج کا بندوبست نہ ہونے کے باعث ان کی دیکھ بھال کی تمام تر ذمہ داری گھریلو خواتین کو اٹھانا پڑتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی عورت ایڈز کا شکار ہوتی ہے تو اس کے لیے زیادہ سنگین مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں سے بچے کی طرف ایڈز کی منتقلی، ماں کے دودھ کے ذریعے اس کے وائرس کے پھیلاؤ اور اسقاط حمل وغیرہ کے موضوعات پر شعور پیدا کرنے کی کوششیں نہیں کی جا رہی ہیں۔

18۔ گزشتہ سالوں میں دنیا کا سب سے اہم لیکن سب سے زیادہ نظر انداز کیا جانے والا مسئلہ امن رہا ہے۔ بیجنگ کانفرنس کے بعد کے پانچ سالوں میں جارحیت و تشدد کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ مختلف ممالک کے درمیان سرد جنگ جاری رہی جس میں ہر ملک دوسرے ملک کے اندرونی خلفشار کو ہوا دینے، سیاسی عدم استحکام پیدا کرنے، اس کی معیشت کو تباہی سے دوچار کرنے غرضیکہ پوری ریاست کے نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سرد جنگ میں جو طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا وہ خواتین کا طبقہ ہے جس کا سب سے زیادہ استحصال کیا گیا۔ مختلف ممالک نے اگرچہ معاشرے میں مساوات مرد وزن کے حصول کے لیے اہداف طے کیے لیکن عملی صورت حال اہداف سے بہت دور ہے۔

مزید کامیابی کی راہ میں حائل رکاوٹیں

مساوات

19۔ مختلف معاشروں اور ممالک کی طرف سے خواتین کے مسائل اور مساوات مرد وزن کی طرف توجہ دینے کے باوجود خواتین کے خلاف استحصالی رویے اور امتیازی سلوک کی ظالمانہ روایات میں خاطر خواہ کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔

20۔ سیاسی طور پر مساوات مردوزن کے حق میں آوازیں بلند کی جاتی رہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پالیسیاں اور پروگرام تشکیل نہیں دیے گئے۔

21۔ خواتین کے معاملات و مسائل کی طرف توجہ نہ دیے جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اختیارات اور فیصلہ سازی کے عمل میں خواتین کی شرکت نہ ہونے کے برابر ہے۔

22۔ خواتین کے مسائل پر حکومتی توجہ حکومت کی آزادی اظہار، نجکاری اور تقسیم اختیارات کی پالیسیوں پر زیادہ توجہ دینے کے باعث بھی کم ہوئی ہے۔

23۔ بعض ممالک اور معاشروں میں جمہوری کلچر اور قانون کی حکمرانی نہ ہونے کے باعث تمام ہی انسانی حقوق متاثر ہوئے ہیں بالخصوص مساوات مردوزن کا تصور قطعی پروان نہیں چڑھ سکا۔

24۔ حکومتوں کی طرف سے یوں تو خواتین کے بہت سے مسائل پر توجہ بہت کم رہی ہے لیکن خاص طور پر جنسی معاملات اور تجربات کے حوالے سے حکومتیں شہریوں کے حقوق کا تحفظ فراہم کرنے اور بہترین جنسی معاملات کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے میں ناکام رہی ہیں۔

25۔ موجودہ اقتصادی پالیسیاں بھی عدم مساوات مردوزن کا ایک سبب ہیں جو کہ گلوبلائزیشن اور کثیر پیدا واری اہداف کے حصول کے مقابلوں میں شامل ہو کر خواتین کی اس میدان میں شرکت محدود کر دیتی ہیں۔ بہت سی اقتصادی اصلاحات کا براہ راست اثر غریب عورت پر پڑا ہے اور اس کی زندگی پہلے سے کہیں زیادہ مشقتوں کا شکار ہوگئی ہے۔ اس پر گھریلو ذمہ داریوں کے علاوہ بیرونی کاموں مثلاً معاشی جدوجہد کا بوجھ بھی بڑھا ہے اسی وجہ سے چائلڈ لیبر میں اضافہ ہوا ہے اور چائلڈ لیبر میں بچیوں اور جوان لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔

ترقی:

26۔ معاشی ترقی کا انحصار برآمدی پیداوار بڑھانے پر سمجھا جاتا ہے، لیکن اسی پالیسی کے بہت سے مضر اثرات بھی ہیں خاص طور پر وہ ممالک جو انتہائی غریب ہیں۔ معاشی میدان میں مختلف ممالک اور اور ممالک کے اندرونی طبقات میں تفاوت بڑھا ہے جس کے باعث غریب افراد کے لیے مسائل میں اضافہ ہوگیا ہے اور ان میں سب سے زیادہ متاثر طبقہ خواتین کا ہے۔

27۔ قرضوں کے بہت بڑے بوجھ تلے دبے ممالک نے ادائیگی قرض کے لیے رقم کو محفوظ کرنا شروع کر دیا ہے اور عوام کو سہولیات کی فراہمی بہت کم کر دی ہے جس کی وجہ سے بھی خواتین کو مسائل کا سامنا ہے۔

28۔ بین الاقوامی طور پر اقوام متحدہ کے مختلف فلاحی پروگراموں اور منصوبہ جات کی مد میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے بھی ترقی پذیر ممالک میں بیجنگ کانفرنس کے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ پیش آئی ہے۔

امن:

29۔ اگرچہ بہت پہلے دنیا میں امن کے تعطل کے آثار نظر آنا شروع ہوگئے تھے لیکن عالمی امن کے لیے فیصلہ سازی اور کوششوں میں بہت کمی رہی ہے۔ ملکی سطح پر حکومتوں کی طرف سے دفاعی اخراجات اور قیام امن کے لیے مختص فنڈز میں زمین آسمان کا فرق رہا ہے۔

30۔ ایسے تمام شعبہ جات میں خواتین کی شرکت نہ ہونے کے برابر رہی ہے جو عالمی سطح پر قیام امن کے عمل کو مضبوط بنانے کا سبب بن سکتے ہیں مثلاً امور خارجہ، دفاع، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں مختلف مشن وغیرہ۔

31۔ امن کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ خواتین کے خلاف گھریلو، معاشرتی اور جنگی تشدد رہی ہے جس نے مساوات مرد وزن کے فروغ کی کوششوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

32۔ خواتین میں بڑھتی ہوئی مایوسی اور مسائل کے مقابلے میں ان کے حل کے لیے کوششیں اور ادارتی طریقہ کار مجموعی طور پر ناکامی اور غیر موثر ثابت ہوئے ہیں۔ خواتین کو مردوں کے مقابلے میں زیادہ ذہنی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کی مدد کوئی بھی نظام اکثر موجود نہیں ہوتا۔

د) عمل کے نئے مواقع

مساوات:

33۔ خواتین کے استحصال کی تمام صورتوں کے خاتمے کے لیے آپشنل پروٹوکول، جوکہ دراصل شکایات کے اندراج کا ایک نظام ہے، خواتین کے استحصالی نظام کے خلاف وسائل ڈھونڈنے اور اپنے انسانی حقوق منوانے کے لیے ان کی مدد کرتا ہے۔

34۔ معاشروں کی ترقی کے لیے بڑھتے ہوئے عملی اقدامات جوکہ اقتصادی، معاشرتی اور سماجی حقوق کے تحفظ کے لیے کیے جارہے ہیں دراصل انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

35۔ مساوات مردوزن کی کوششیں مجموعی طور پر تیز ہوئی ہیں۔ جن میں اختیارات کی از سرنو تقسیم، قوت کی مدد سے قانون کا اطلاق، خواندگی اور حقوق، خواتین کی راہ میں حائل غیر قانونی رکاوٹوں مثلاً حقوق نسواں کے مخالف ادارے یا افراد وغیرہ شامل ہیں۔

36۔ انسانی حقوق کی علمبردار این جی اوز کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جس کی بدولت خواتین کے حقوق کو عالمی سطح پر شناخت حاصل ہوئی ہے۔

37۔ مردوں اور عورتوں کے باہمی تعلقات میں تبدیلی آرہی ہے اور جنسی معاملات اور تولیدی حقوق کا شعور پیدا کرنے کی کوششوں کے باعث خواتین کے جنسی و تولیدی مسائل حل کرنے کے لیے مواقع سامنے آئے ہیں۔

38۔ مذہبی معلومات، تہذیب، رسوم و رواج اور روایات پر از سرنو بحث کا آغاز کیا گیا ہے جس نے مرد وزن کے درمیان امتیاز ختم کرنے کے لیے مواقع فراہم کیے ہیں۔

ترقی:

39۔ ناقابل تقسیم انسانی حقوق کو سیاسی، معاشی، معاشرتی، سماجی اور ماحولیاتی ترقی و استحصال کے ذریعہ ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ یعنی اقتصادی ترقی کا ہدف اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب معاشی انصاف اور حقوق انسانی کا تحفظ کرتے ہوئے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسرے الفاظ میں مساوات مردوزن، اور انسانی حقوق کا تحفظ کرکے معاشی و معاشرتی ترقی کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

40۔ سائنس اور ٹیکنالوجی ترقی کے دو لازمی اجزا ہیں اور ان کی مدد سے جدید ضروریات زندگی کی تخلیق کے مواقع کے

ساتھ ساتھ وسیع معلومات رکھنے والے ایک عالمی معاشرے میں ملازمتوں اور کام کے نئے انداز اور مواقع بھی سامنے آئے ہیں گویا ٹیکنالوجی میں تبدیلی سے نئے افق نمودار ہوئے ہیں۔آج دنیا بھر میں خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد جدید ذرائع ابلاغ اور مواصلات کی نیٹ ورکنگ، اپنے مفادات کی اشاعت، تبادلہ معلومات اور جدید طرز کاروبار کے لیے استعمال کررہی ہے۔لیکن دوسری طرف دنیا میں ایک بہت بڑی تعداد ان انتہائی غریب خواتین کی بھی موجود ہے جن کی ان سہولیات تک رسائی ممکن نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی عدم رسائی کو ختم کیا جائے۔

41۔ اس بات کا شعور بھی پیدا ہوا ہے کہ خواتین کی ساکھ کی بحالی کے لیے اقدامات مزید وسائل کی فراہمی کے متقاضی نہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ وسائل کو بہتر انداز میں استعمال کیا جائے۔لہٰذا اب کئی مقامات پر خواتین کی ترقی کے نام نہاد منصوبوں کو صرف فنڈز فراہم کرنے تک محدود نہیں رکھا جارہا بلکہ حقیقی معنوں میں مساوات مرد وزن کو فروغ دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

42۔ یہ شعور بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ مرد وخواتین کے لیے ترقی وتحفظ حقوق کی ضرورت ساری زندگی پر محیط ہے۔ یعنی بچپن سے ضعیف العمری تک۔

امن:

43۔ 1990ء کی دہائی میں عالمی امن تحریکوں اور امن کے لیے کام کرنے والی علاقائی سوسائٹیوں وغیرہ میں خواتین کی شرکت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور اکثر ان تنظیموں یا اداروں میں ان کا کردار ایک انتہائی اہم کارکن کا ہے۔ جنوبی افریقہ اور ایسے دوسرے ممالک میں ان کا یہ کردار بڑے موثر انداز میں سامنے آیا ہے جہاں خواتین کی تربیت یافتہ قیادت اور ملکی وسائل نے مل کر مشکلات ومسائل کا سدباب کیا۔

44۔ ان کے لیے ایک نئی فکر بھی پروان چڑھی ہے وہ یہ کہ خواتین کو اختیارات اور فیصلہ سازی کے عمل میں شریک کروانے اور ان عہدوں میں خواتین کی قابل ذکر تعداد تعینات کرنے کا رجحان بڑھا ہے۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ خواتین معاشرے اور اداروں کی تشکیل نو میں مثبت کردار ادا کررہی ہیں۔

45۔ خواتین کے خلاف تشدد کے بارے میں زیادہ حقیقت پسندانہ موقف سامنے آیا ہے۔اس وقت خواتین کی بہت سی ایسی تنظیمیں کام کررہی ہیں جو خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمہ کے لیے ہر روز احتجاج نہیں کرتیں بلکہ حکومت کا اس معاملے میں احتساب بھی کرتی ہیں۔ عالمی سطح پر خواتین کے خلاف جنگی جرائم کو عالمی عدالتوں میں لے جانے کا بھی ان کوششوں پر اثر رونما ہوا ہے۔

قابل عمل سفارشات

46۔ ماہرین نے محسوس کیا کہ سماجی، تہذیبی، اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کا بنیادی لائحہ عمل وہی ہے جو مساوات، ترقی اور امن کے عنوانات کے تحت طے کردیا گیا ہے۔علاوہ ازیں ماہرین نے اس بات کا بھی جائزہ لیا کہ ان تینوں عنوانات یعنی مساوات، ترقی اور امن کا استعمال 20 سال پہلے شروع کیا گیا تھا اور تب سے اب تک ان کے معانی میں خاصی وسعت اور تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔مثال کے طور پر ''امن'' کا لفظ 1975ء میں اس وقت استعمال ہوا تھا جب سرد جنگ کے سائے دنیا پر منڈلا رہے تھے، ''مساوات'' کا لفظ ابتدائی طور پر قانونی معاملات

اور مساوی مواقع کے لیے مستعمل تھا اور اسی طرح ''ترقی'' کا مطلب بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی لیا جاتا تھا۔ ماہرین نے یہ دیکھتے ہوئے مساوات، ترقی، امن کے عنوانات سے آگے بڑھنے کا فیصلہ بھی کیا اور خواتین کے مسائل کو 5 وسیع حصوں میں تقسیم کیا جن پر توجہ دینے اور اقدامات کرنے سے آنے والے وقت میں خواتین کے مسائل میں خاطر خواہ کمی آسکے گی۔

رویے اور معمولات

47۔ مساوات مرد و زن کے لیے کام کرنے والے تمام اداروں یعنی حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں، معاشروں، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ اور نجی شعبہ کو چاہیے کہ وہ خواتین سے متعلق معاشرتی رویوں، تصورات، منفی رجحانات اور ناہمواریوں پر ایک عوامی بحث کا آغاز کریں تاکہ مرد و عورت کے مزید بہتر تعلقات استوار کیے جاسکیں اور اس سلسلے میں مردوں کو ان کی ذمہ داری اور کردار کا شعور دیا جاسکے۔

48۔ شعبہ تعلیم سے منسلک حقوق نسواں کے کارکنوں کو بالخصوص اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ وہ آنے والی نسلوں میں مساوات مرد و زن کے تصورات پروان چڑھانے اور خواتین کے خلاف استحصالی و امتیازی رویہ ختم کرانے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اور ان مقاصد کے حصول کے لیے ان کا اپنا کردار بھرپور طور پر ادا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

نگرانی:

49۔ وہ کارکن جو ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نگرانی (حکومت و حکومتی امور وغیرہ) کے ذمہ دار ہوں انہیں چاہیے کہ وہ خواتین کے حقوق کے لیے آواز اٹھائیں، مساوات مردوزن کے تصور کو عزت دیں اور اس کے عملی اطلاق اور قانونی نفاذ کے لیے جدوجہد کریں۔ اس حوالے سے اقوام متحدہ کا نظام تعاون کے لیے تیار ہے تاکہ مشترکہ کوششوں کے نتیجے میں کامیابی کو جانچنے کے قابل قبول اور موثر معیارات وضع کیے جاسکیں۔

50۔ حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں، معاشرتی تنظیموں اور فلاحی اداروں کو چاہیے کہ مساوات مردوزن کے مقصد کے حصول کے لیے اپنے لیے مخصوص مدت کے اہداف مقرر کریں اور پھر اس مدت کے دوران ان کا حصول ممکن بنائیں تاکہ ایک باقاعدہ طریقہ کار اپناتے ہوئے تمام شعبہ ہائے زندگی میں مساوات مرد وزن کا حصول ممکن ہو سکے۔

51۔ ہر سطح کے ذمہ داران اور کارکنان کو چاہیے کہ فیصلہ سازی اور پالیسی سازی کے عمل میں خواتین کی شرکت یقینی بنائیں۔ بین الاقوامی اور ملکی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ خواتین کو مضبوط بنانے کے لیے مستحکم ادارتی نظام متعارف کروائیں اور اس کے لیے تربیت و تحقیق کا بھی اہتمام کریں۔

52۔ عالمی سطح پر نگرانی کی تصویر کشی کرنے والے اداروں مثلاً آئی ایم ایف، عالمی تجارتی تنظیم، عالمی تنظیم برائے ذہانت، گروپ 7 اور تنظیم برائے معاشی تعاون و ترقی کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاں فیصلہ سازی، اطلاق اور جائزہ کے شعبہ جات میں مساوات مردوزن کی ترویج کریں، جیسا کہ اقوام متحدہ اور بعض دوسرے اداروں نے کی ہے۔

53۔ بین الاقوامی این جی اوز، تجارتی تنظیموں اور صارفین کی انجمنوں کو چاہیے کہ وہ مساوات مردوزن کے تصور کو عملی جامہ پہنانے میں اپنا کردار ادا کریں اور بین الاقوامی سطح پر خواتین کے تسلیم شدہ حقوق کے نفاذ کا جائزہ بھی لیتی رہیں۔

54۔ تمام ملکی و بین الاقوامی تنظیمات جو مساوات مردوزن سے متعلق پالیسیوں اور پروگرامات کے اطلاق کی کوشش

کررہی ہیں اور اس حوالے سے مصارف کا مخصوص بجٹ بھی رکھتی ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی رپورٹ کو عوامی توجہ کے لیے شائع کریں تاکہ ان کے کاموں کو تقویت حاصل ہو۔ ہر سطح پر بجٹ کا جائزہ لیا جانا چاہیے اور یہ بھی دیکھا جانا چاہیے کہ موجودہ وسائل کو اس مقصد کے لیے کس انداز میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ مساوات مرد وزن کا بجٹ ترتیب دیتے ہوئے مثبت پروگرامات میں عوام اور معاشرے کی امداد کو بھی استعمال میں لایا جائے۔

55۔ حکومتوں اور بین الاقوامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ مساوات مرد وزن کے لیے کام کرنے والے اداروں اور تنظیموں کے اختیارات اور طریق کار کو مضبوط بنائیں تاکہ ان کے تاثر کو بہتر بنایا جاسکے۔ ان کے کام کا منظّم جائزہ بھی لیا جانا چاہیے اور جہاں کہیں ایسے ادارے موجود نہیں وہاں نئے نظام بنانے چاہئیں۔ علاوہ ازیں تمام عوامی اور خصوصی اداروں میں بھی مساوات کے حصول کو لاگو کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

اتحاد واشتراک

56۔ حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں، معاشرتی حلقوں، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ اور نجی شعبہ کو انسانی حقوق کے تحفظ، ضوابط اخلاق کی تعمیر اور معاشرتی احساس ذمہ داری کے فروغ کے لیے باہمی اتحاد واشتراک سے کام کرنا چاہیے یہ اتحاد و اشتراک ممالک کے اندر مختلف تنظیمات کے اشتراک اور مختلف ملکوں کی تنظیمات کے تعاون واشتراک دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے۔ یہ اتحاد وتعاون مختلف تجارتی تنظیموں، ماہرین اور صارفین کی انجمنوں، فلاحی اداروں اور دیگر تنظیمات کے مابین بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بالخصوص علاقائی و مقامی سطح پر خواتین کے درمیان گفت وشنید اور رابطے کی بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

معاشی ومعاشرتی انصاف

57۔ عالمی تناظر میں تشویشناک اور عدم تحفظ کے بڑھتے ہوئے احساس جو خصوصاً عورتوں کو متاثر کررہے ہیں کو سامنے رکھ کر حکومتوں کو سماجی تحفظ اور معاشرتی سیکورٹی فراہم کرکے اپنے کردار کی بہتری کی یقین دہانی کرانی چاہیے۔ حکومتوں اور بین الاقوامی تنظیموں کو غربت کے خاتمہ کے لیے بھی کوششیں کرنی چاہئیں۔

58۔ علم کی بنیاد پر استوار معاشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان کے تناظر میں تمام کرداروں کو پیدا وار، نشرواشاعت اور سائنسی وفنی علوم کے اطلاق میں عورتوں اور مردوں کی مساوی شرکت کو یقینی بنانا چاہیے تاکہ مساوات مرد وزن اور ٹیلنٹ (صلاحیت) کے استعمال سائنس وٹیکنالوجی کے حصول کے لیے، کے اہداف حاصل ہوسکیں۔ اس تناظر میں نئی ٹیکنالوجی اور ضروری ادویات تک مرد وزن دونوں کی رسائی کو ممکن بنایا جائے خصوصاً ایڈز کی شکار عورتیں ایڈز وتھائیمیڈ ائن آسانی سے حاصل کرسکیں۔

59۔ حکومتوں، نجی شعبہ جات اور سرکاری و غیر سرکاری تعلیم سے متعلق دیگر کارپردازوں کو مرد وزن کو نئی مہارتیں سیکھنے، تیزی سے بڑھتی ہوئی ترقیوں سے ہم آہنگ ہونے، نئے اہداف مقرر کرنے اور مستقبل کے لائحہ عمل ترتیب دینے وغیرہ کے قابل بنانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ بنیادی انسانی وسائل اور علم کے حصول میں مرد وزن کی برابری کو یقینی بنانا چاہیے۔

60۔ حکومتوں اور قانون نافذ کرنے والی اتھارٹیز کو عورتوں پر ہونے والے ہر قسم کے تشدد خصوصاً غیرت کے نام پر

جرائم، ریپ اور عورت کے نازک اعضاء کی قطع و برید وغیرہ کو عوامی حقوق پر دست درازی سمجھ کر عوامی تحفظ کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔تشدد کے خاتمہ کے لیے ان جرائم کے خلاف معقول قانون سازی متعارف کروائی جائے جن کے خلاف پہلے سے قانون موجود نہ ہو۔مسئلہ کے حل کے لیے فوجداری عدالتی نظام کو جدید آلات و سہولیات سے آراستہ کیا جائے۔متعلقہ بین الاقوامی آلات کی بھی تشہیر و اشاعت کی جائے اور زندگیوں کو تحفظ دینے والے نظاموں کی معاونت کی جائے۔

امن وامان:

61۔ اقوام متحدہ کو امن کے طریقہ ہائے کار سے متعلق پہلوؤں میں مساوات حاصل کرکے،2010ء تک امن وامان سے متعلق منافقت کی روک تھام کرکے اور ان مراحل میں عورتوں کی شرکت اور رسائی کو یقینی بنا کر، اپنے آپ کو مثالی نمونہ بنا کر پیش کرنا چاہیے۔امن کے تمام شعبہ جات میں عورتوں کی شرکت کو بڑھانے کے لیے ایسی ہی واضح ذمہ دارانہ کوششوں کے لیے حکومتی ارکان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

62۔ بین الاقوامی تنظیموں، حکومتوں اور دیگر متعلقہ کارپردازوں کو پالیسی، منصوبہ بندی اور نفاذ کے تمام مراحل میں عورتوں کو شریک کرنا چاہیے۔جنگی جرائم خصوصاً تشدد کی تلاش اور تحقیقات ہونی چاہئیں اور مجرم کو سزا ملنی چاہیے۔ مقامی امن تحریکات اور مہذب معاشرہ کو امن، انسانی حقوق اور رواداری کی تہذیب کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

63۔ تمام متعلقہ کارکنان کو ان تمام پہلوؤں خصوصاً اقوام متحدہ کے مجوزہ و مطالعاتی منصوبہ ''مساوات کا پس منظر کثیر الجہتی امن کے حصول میں'' پر عمل درآمد میں ہاتھ بٹانا چاہیے تاکہ امن کے طریقہ ہائے کار میں جنسی پس منظر کی قدر و قیمت واضح کرنے میں مدد مل سکے۔

64۔ بین الاقوامی اور قومی سطح پر رضا کارانہ طور پر دفاعی اخراجات میں کمی کے اہداف طے کرنے چاہئیں (مثلاً 2005ء تک 1 فیصد فی کس قومی پیداوار کا) اسلحہ کی تجارت پر پابندی کے لیے مانیٹرنگ میکانزم اور امن عامہ کے منصوبوں کے لیے وسائل کی تلاش کے لیے رہنما خطوط قائم ہونے چاہئیں۔مزید غیر قانونی اسلحہ کی تجارت اور حکومتوں کے درمیان جرائم کے بڑھتے ہوئے دائروں اور بین الاقوامی برادری میں اسلحہ کی غیر قانونی تجارت پر پابندی کے لیے تحقیق ہونی چاہیے۔[۱]

نیویارک:اسلام کے خلاف سازش

اقوام متحدہ نے بار بار ایسی بے شمار دستاویزات میں مرد اور عورت کے درمیان فرق کے خلاف آواز بلند کی ہے اور ایسے تمام قوانین کو ختم کرنے کی تجویز دی ہے جو عورت اور مرد کے درمیان فرق پیدا کرتے ہیں۔اقوام متحدہ نے ایسے قوانین کی تجویز بھی دی ہے جس میں ان کو برابری اور مکمل جنسی آزادی حاصل ہو۔گو کہ اس کانفرنس کا بنیادی مقصد خاندانی نظام تھا لیکن اس میں خاوند اور بیوی کے بنیادی رشتے کو رواداری کے بجائے برابری کی بنیاد پر رکھا گیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ خواتین کے اوپر کام کی ذمہ داری زیادہ ہے اور اجرت کم۔مغرب میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں (جبکہ اسلام میں عورت پر کمانے کی ذمہ داری نہیں ہے)

۱۔ مرزا محمد الیاس: سال ۲۰۰۰ء ومابعد کے لائحہ عمل کی تیاری، ماہنامہ آئین، جون ۲۰۰۰ء

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جسم فروشی کو پھیلایا اور اس میں شامل لوگوں کے حقوق کو تقویت دی۔ اب یہی لوگ ایک منظّم تحریک کے ذریعے یہ بھی اپیل کررہے ہیں کہ ایسی عدالتیں بنائی جائیں جن میں بیوی اپنے شوہر کی زیادتی کے خلاف مقدمہ کرسکے۔

مغربی ناقدین مسلمانوں کے موروثی نظام کو ہمیشہ سے تنقید کا نشانہ بناتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی نظر میں عورت کو وراثت میں برابر کا حصہ ملنا چاہیے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے مغرب کے اس پروپیگنڈے کے خلاف اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کیا اور انگریزوں کی غیر اخلاقی اور غیر اسلامی سازشوں کا کوئی سدباب نہیں کیا جس کا خمیازہ آج کا مسلمان بھگت رہا ہے۔

مغرب آج زیادہ مستحکم طریقے سے اپنے ایجنڈے پر کام کررہا ہے۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب پاکستان نے ورلڈ بینک کے کہنے پر بلدیاتی انتخابات میں خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی تو اسکے خلاف کسی نے آواز بلند نہیں کی۔ اسی طرح اقوام متحدہ کے کہنے پر حکومت نے غیرت کے نام پر قتل کو اقوام متحدہ کی خاندانی عدالت کے تحت جرم قرار دیا لیکن اس پر بھی کوئی آواز بلند نہیں کرسکا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم دنیا بوسنیا اور جموں وکشمیر میں مغربی فوجوں کے ہاتھوں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں پامال ہونے سے نہ روک سکی۔ اگر یہی حال رہا اور ایسی قرار دادیں پیش ہوتی رہیں تو یہ سب چیزیں مسلم دنیا کے لیے فتنہ ثابت ہوں گی۔[۲]

بیجنگ +5 کانفرنس کی تیاری کے لیے ایشین پیسفک سمپوزیم کے ڈیکلریشن کا خلاصہ

''ایشین پیسفک کی عورت 2000ء میں: صنفی برابری، تعمیر وترقی اور امن''

ہم ایشین پیسفک کی خواتین اس عزم کا اعادہ کرتی ہیں کہ دنیا میں ایسے نظام کی جدوجہد کریں گے جس میں:

☆۔ خواتین کو بنیادی ڈھانچوں اور ایسے نظام اور پالیسیوں کو وضع کرنے کی مکمل آزادی اور شراکت کا کلی احساس ہو جو انسانی نظام کو چلانے کی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔

☆۔ جس میں وسائل مرد اور عورت اور مختلف ریاستوں کے اندر اور مابین منصفانہ تقسیم ہو۔

☆۔ عسکریت پسندی کو امن سے بدلا جائے۔ باہمی احترام کے جذبے کو پروان چڑھایا جائے اور عالمی نظام میں تبدیلیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے معاشرے میں ناہمواریوں اور ناانصافیوں کو ختم کیا جائے۔

☆۔ معاشرے میں شخصی اور اجتماعی احترام استوار کیا جائے۔

بیجنگ پلیٹ فارم کے اقدامات کے نتائج کے حصول کے لیے این جی اوز اور رضا کارانہ خواتین کی تنظیموں سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہم BPFA کے دنیا میں مرد اور عورت کی برابری، ترقی اور اس کے قیام کے اصولی موقف کی بھرپور حمایت پر اصرار کرتے ہیں۔

لیکن ہمیں اپنے خطے میں اپنی حکومتوں کی طرف سے BPFA کے پروگرام پر عمل دادری کے لحاظ سے کوششوں میں شدید کمی محسوس ہورہی ہے اور ہمارے علاقے میں:۔

۲۔ خالد بیگ: رہنما اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ نے ایک مضمون Abrogating Islam in New York کے نام سے مئی ۲۰۰۰ء میں مجھے بھیجا جس کے خلاصہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

1۔ قنوطیت پسند عناصر بہت زور پکڑ رہے ہیں اور عورت کے قوت میں آنے میں مزاحم ہیں۔

2۔ خواتین کو تولیدی اور جنسی بلکہ عمومی صحت کے مسائل میں شدید مشکلات کا سامنا ہے اور عورت کی صحت کے لیے اچھے وسائل کی فراہمی کو تنگ نظری تصور کیا جاتا ہے۔

3۔ خواتین کے لیے جنس کی بنیاد پر تعلیم کے حصول میں رکاوٹیں ہیں۔

4۔ عورت کے خلاف تشدد کا ایک کلچر زور پکڑ رہا ہے اور عورت بالخصوص نوجوان عورت کی خرید وفروخت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

5۔ ماحولیاتی نظام کو بچانے کے لیے مقامی، قومی اور بین الاقوامی طور پر کوششوں میں کمی اور بارآور نہ ہونے کے باعث قدرتی ذرائع اور وسائل میں کمیابی اور ان میں عدم ٹھہراؤ کا وجود ہے۔

6۔ جدید ذرائع ابلاغ اور بائیوٹیکنالوجی کے متعین اور منفی اثرات کی موجودگی۔

7۔ خواتین اورلڑکیوں کا جنس کی بنیاد پر غیر مساوی معاشرتی استحصال کیا جاتا ہے۔

8۔ عورتوں اورلڑکیوں کو دی جانے والی ناکافی توجہ ان کی شخصی اور ذہنی رجحان کو متاثر کرتی ہے۔ معاشی، معاشرتی اور سیاسی اسباب اس کو دوچند کردیتے ہیں۔ حکومتیں اور معاشرہ عورتوں کے حقوق کا شخصی اور اجتماعی انداز میں احترام کریں جیسے مردوں کے لیے کیا جاتا ہے۔

9۔ ایسے قدرتی وسائل اور تحفظات جو عورت کو مضبوط کرنے کا اور اس کی محرومی کا قلعہ قمع کرنے کا سبب بن سکتے ہیں حکومتوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

10۔ سیاسی نظام میں عورت کو شراکت کا احساس نہ دینے کا رجحان، زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھتے ہوئے باضابطہ قانون سازی کی فرصت اور معاشرے میں موجود نظام کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے حقیقی کوششوں کی کمی ہے۔

نئے چیلنجز جو درپیش ہیں

o۔ سیاسی سطح پر خواتین کو طاقت اور اقتدار میں شریک نہ کرنا، شریک کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنا، اس سلسلے میں پالیسی یا قانون سازی کا نہ کیا جانا اور نظام اور معاشرے میں موجود خرابیوں اور ابہام کو دور نہ کیا جانا شامل ہیں۔

o۔ ملٹی اور ٹرانس نیشنل کمپنیوں کا بڑھتا ہوا رسوخ جو زندگی کے تمام شعبہ جات پر حاوی ہوتا جا رہا ہے جبکہ بین الاقوامی سطح پر ان کی سرگرمیوں کو چیک کرنے اور ان کا احتساب کرنے کا کوئی نظام موجود نہیں۔

o۔ دنیا کے معاشی، قانونی اور سیاسی نظام پر ملٹی نیشنل اور ان کے زیر اثر اداروں کا کنٹرول ہے جبکہ مقامی سطح پر قدرتی وسائل، سائنس اور ٹیکنالوجی اور زندگی کے دیگر امور میں ان کی مداخلت کے باعث پیدا ہونے والی پیچیدگیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔

o۔ اسلحے کی فراوانی اور معاشرے میں تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان عورت ذات کے خلاف حکومتی، غیر حکومتی اور معاشرتی سطح پر مختلف قسم کے عورت کے خلاف تشدد آمیز رجحانات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

o۔ خطے میں فوجی اور ایٹمی اسلحے کی دوڑ بڑھتی جا رہی ہے۔

o۔ عورت کو برابری، اپنے حقوق کے حصول اور وسائل میں شراکت سے روکنے کے لیے مختلف ہتھکنڈوں کا استعمال۔

ان تمام عوامل کے باوجود ہم پر امید ہیں کہ!

1۔ عورت کی ضروریات کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کا معاشرے میں رجحان نمودار ہو رہا ہے جبکہ حکومتیں اور بین الاقوامی ادارے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

2۔ این جی اوز اور شہریوں کی مختلف تحریکیں جو خواتین کے اقتدار میں شراکت کے لیے مصروف کار ہیں گذشتہ عرصے میں منظم ہوئی ہیں۔ جس کے ذریعے ان مقاصد کو تحریک اور مضبوطی فراہم ہوئی ہے اور باہم رابطہ بہتر ہوا ہے۔

3۔ BPFA نے خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے کے لیے این جی اوز اور معاشرے کو کنٹرول کرنے والے عوامل حکومتوں اور اقوام متحدہ کے اداروں کے درمیان رابطے کو مضبوط بنایا ہے۔ اپنے ان خیالات کو حقیقت میں بدلنے کے لیے ہمیں خواتین کی مکمل حمایت درکار ہے اور اپنی صفوں میں اتحاد اور مضبوطی درکار ہے۔

اپنے ان خیالات کو حقیقت میں بدلنے کے لیے ہمیں قوانین کی مکمل آزادی درکار ہے اور اپنی صفوں میں مضبوطی اور اتحاد درکار ہے تاکہ شخصی تضادات کو ختم کیا جائے اور جن کی بنیاد قانون سازی، پالیسی سازی اور انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں کی مداخلت اور معاونت ہے۔

☆۔ خواتین کے انسانی حقوق کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے ٹھوس اور سنجیدہ سوچ پیدا کی جائے۔

o۔ خواتین کا سائنس اور ٹیکنالوجی کی قوت کو استعمال کرنے کا اختیار حکومتیں اور معاشرے اس کا احساس یقینی بنائیں کہ خواتین کو بھی وہی شخصی اور معاشرتی حقوق دیے جائیں جو مردوں کو دیے جاتے ہیں۔

o۔ حکومتیں، معاشرے اور اشخاص باہمی اختلاف کی صورت میں غیر متشدد پالیسیاں بنائیں اور شخصی احترام اور نسوانیت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

ہم حکومتوں، اقوام متحدہ کے اداروں اور معاشرے سے درخواست کرتے ہیں کہ!

1۔ وہ برابری اور معاشی ترقی اور امن کے لیے کیے گئے اقدامات کا اعادہ کریں اور BPFA اور CEDAW اور دیگر انسانی حقوق کے اداروں کی سفارشات پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔

2۔ اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ عورت کو اپنی زندگی پر مکمل اختیار ہے جس میں ان کی جنسی زندگی اور فیصلہ کرنے کا اختیار اور اقتدار کے مختلف مراحل اور حکومتی اور دیگر ملازمتوں اور ڈھانچوں میں برابر کی شراکت شامل ہیں۔

3۔ خواتین کے حقوق کے بارے میں پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے بالخصوص معاشی اور ترقیاتی تناظر میں غربت کی وجہ سے عورت کا استحصال۔ دنیا کے حالات میں مدوجزر اور سرعت سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بیجنگ پلیٹ فارم کی سفارشات پر عمل درآمد کا حوصلہ پیدا کریں اور ٹھوس اقدامات کو یقینی بنائیں تاکہ ہمارے خطے میں موجود تضادات، عدم مساوات اور ناانصافی ختم ہو اور اس سلسلے میں کوششوں میں ہم ان سے مدد کا بھی تقاضا کرتے ہیں تاکہ Asia PACIFIC کے علاقوں کی خواتین باہمی عزت وتوقیر، برابری اور انصاف کے دیرینہ خواب کو شرمندہ تعبیر کرسکیں۔

(یہ قرارداد 3 ستمبر 1999ء کو تھائی لینڈ میں منظور کی گئی۔)

☆☆☆☆☆

بیجنگ پلس 5 کانفرنس، ذاتی مشاہدات

سیکولرازم مذہب کے طور پر اقوام عالم پر مسلط کیا جارہا ہے

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی سیشن برائے خواتین 2000ء کا عنوان ''خواتین 2000ء 21 ویں صدی میں ترقی مساوات اور امن'' تھا، اسے غیر سرکاری طور پر بیجنگ پلس فائیو کا نام دیا گیا تھا، یہ اجلاس اصلاً 1995ء میں چین کے دارالخلافہ میں ہونے والی چوتھی عالمی خواتین کانفرنس کا 5 سالہ جائزہ اجلاس تھا جو کہ 5 تا 9 جون 2000ء نیویارک میں ہوا۔ اس میں تقریباً 189 ممالک کے نمائندوں اور تقریباً 1200 این جی اوز نے شرکت کی۔

اس اجلاس کا مقصد بیجنگ پلیٹ فارم آف ایکشن کا جائزہ برائے عملدرآمد اور آئندہ سالوں کے لیے صنفی برابری کے حصول کے لیے نئے اقدام تجویز کرنا اور ان پر اتفاق رائے پیدا کرنا تھا۔

اجلاس کی افتتاحی تقریب میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا کہ 1990ء کی دہائی میں تسلسل کے ساتھ آنے والی خواتین کانفرنسوں اور حکومتوں کے وعدوں کے باوجود عورتوں کی برابری حقیقت کی بجائے ایک خواب اور ایک خواہش ہی ہے۔ اقوام متحدہ کی اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل انجیلا نے کہا کہ یہ اجلاس عددی اہداف طے کرنے میں مدد دے گا جس سے حکومتوں کو ترقی اور رفتار کار کے جائزے میں مدد ملے گی کہ ہم نے بیجنگ پلیٹ فارم آف ایکشن کے لیے کتنا کام کیا ہے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس ایک ہفتے میں اقوام متحدہ دنیا کے تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز رہے گی اور دنیا عورتوں کے مسائل پر زیادہ بہتر طور پر اپنی توجہ مرکوز کر سکے گی۔ اس کانفرنس میں درج ذیل موضوعات پر خواتین کے حوالے سے اپنی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔

1- غربت 2- تعلیم 3- حفظان صحت 4- عورتوں پر تشدد
5- مسلح تصادم 6- معاشی عدم مساوات 7- اداروں کا نظام
8- عورتوں کے انسانی حقوق 9- مواصلاتی نظام خصوصاً ذرائع ابلاغ
10- ماحول اور قدرتی وسائل 11- بچی 12- اختیارات اور فیصلہ سازی

29 مئی 2000ء سے 9 جون 2000ء تک نیویارک میں یو این بلڈنگ میں ہونے والے خصوصی اسمبلی سیشن اور بیجنگ پلس فائیو حتمی دستاویز کی تیاری کے علاوہ نواحی عمارات U.S کسٹم ہاؤس، Hunter کالج، کولمبیا یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف نیویارک متعدد این جی اوز کے پروگرامات کا مرکز رہے۔ خصوصی سیشن میں صرف حکومت کے نمائندے اور خصوصی سٹیٹس رکھنے والی این جی اوز کے نمائندوں کو شرکت کی اجازت تھی۔ جب کہ خصوصی اجازت نامے کے ساتھ گیلری سے اجلاس کی کارروائی کو سنا جاسکتا تھا۔ اس میں جائزہ رپورٹس پیش کی گئیں، اجلاس کے لیے حکومتی نمائندوں کو 5 تا 7 منٹ اور این جی اوز کے نمائندوں کو 5 منٹ کا وقت دیا گیا۔ یہ اجلاس 5 جون سے شروع ہو کر 9 جون رات گئے تک جاری رہا۔

این جی او یونٹ کے عنوان سے سینکڑوں پروگرامات منعقد ہوئے۔ ان میں سیمینارز، لیکچرز، ورکشاپس، وڈیو فلم شو، موسیقی کے پروگرام، نمائش، مظاہرے غرض کئی طرح کی سرگرمیاں شامل تھیں۔ یہ سب کچھ بیک وقت مختلف مقامات پر ہو رہے تھے، ان پروگرامات میں شرکت کے لیے بہت بڑی ٹیم درکار تھی، ہم جن اہم پروگرامات میں شریک ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

مذہبی رواداری، مسلمان خواتین اور ٹیکنالوجی کی تعلیم، خواتین کے حقوق دراصل انسانی حقوق ہیں، ایران میں طلاق،

شادی کے بعد زنا،سنگساری،جنگ اورعورت،عرب ویمن الائنس اورمسلم این جی اوز کا کردار۔بیجنگ پلیٹ فارم آف ایکشن کے بارہ نکات اورکانفرنس کے متعلق روزانہ بہت سالٹریچرفری تقسیم کے لیے جگہ جگہ رکھاجاتا تھا۔پروگرام کے اشتہارات راستوں میں کھڑے ہوکر بانٹے جاتے تھے۔تقریباًان سب پروگرامات میں بڑے منظّم طریقے سے اسلام اوراسلامی طرززندگی کو ہدف تنقید بنایا گیا۔خصوصاًسنگساری اورایران میں طلاق پر براہ راست حملے کیے جاتے رہے۔افغانستان اورطالبان کوبطورخاص نشانہ بنایااوراس کے ساتھ ساتھ اسلام اوراسلام پسندوں کے لیےمغرب کی رائج کردہ سب اصطلاحات بنیاد پرست، مذہبی جنونی وغیرہ بے دھڑک استعمال کی جاتی رہیں۔افغانستان کی عورت کوٹوپی برقعہ پہنا کرپنجرے میں بند چڑیاں،سرپررکھے دکھا کروہاں کے حالات کی عکاسی کے لیے استعمال کیا گیا۔اس تصویرکے ساتھ بہت سالٹریچربھی تقسیم کیا گیا۔افغانی ٹوپی برقعہ جوکہ وہاں کی قبائلی عورت ظاہرشاہ کے وقت میں پہنتی تھی،اس برقعے کی جالی کاٹ کرچھوٹےٹکڑوں کے بیج بناکرتقسیم کے لیے رکھے ہوئے تھے جوکہ شرکاء نے افغانی این جی اوRAVAکے ساتھ اظہاریک جہتی کے لیے لگارکھے تھے۔بیج لگانے والے اکثرشرکاءکومعاملے کی حقیقت کا کچھ علم نہیں تھا۔یوں طالبان کے کچھ اعمال پرتنقید کی بجائے اسلام کوقدامت پسنداورتنگ نظرثابت کیا گیا۔پاکستان دشمنی وبکی بھی بے گانوں اوراپنوں کے ہاتھوں ہوتی رہی۔یواین پلازہ میں ہونے والے ایک پروگرام میں ایک انڈین سپیکر نے پاکستانی عورت کی ایک فحش کہانی بیان کی۔سند پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہاں کی ہی رہنے والی مگر پاکستانی عورت ہے۔حوالہ بھی نہیں بتایا۔کولمبیا یونیورسٹی میں ہونے والے پروگرام میں انسانی حقوق کی ایک مستند پاکستانی نمائندہ نے پاکستانی عورت کی ایسی تصویرکشی کی کہ جس عورت کومسکرانے کی،بات کرنے کی نقل وحرکت کرنے کی اجازت نہ ہواس کے انسانی حقوق کی کیابات کریں اور پاکستان کے سفیر وزیر جواسلامی اقداروروایات کی بات کرتے ہیں وہ خودنہیں جانتے کہ یہ کیا ہیں اورکیانہیں ہیں۔۔۔۔۔۔

بہت این جی اوزیونٹ صنفی آزادی اورصنف کے ذیل کی جزوی تفصیلات وبحثوں،حقوق اورقانون سازی کی ضرورت اورعورتوں کی اس سے آگاہی سے متعلق تھے۔یوں لگتا تھا کہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کے لیے سفارشات مرتب ہورہی ہیں جہاں صرف جنس کی تسکین ہی مرکزومحورہواورخاندانی اکائی کوتباہ اورنکاح کے رشتے کوختم کردینا ہی مقصود ہو۔

عورت کے حقوق وآزادی کے اس جزوکے لیے پلیٹ فارم فارایکشن کے بارہ نکات کی تفصیلات میں جاتے ہوئے یہ ہدف پوراکرنے کی پوری کوشش تھی۔مثلاً خواتین کے خلاف تشددایک بڑاعنوان ہے،اس کا ذیلی عنوان گھریلوتشدد تھا۔جس کی ایک قسم مردکا بیوی کے ساتھ بالجبر اپنی خواہش کو پوراکرنا تھا۔جس کو وہ قانونی تحفظ کے ساتھ مردکا عورت پرصنفی جبرگردان کر،اس کے لیے قانون سازی اورسزاکےتعین کے لیے سفارشات مرتب کررہی تھیں۔کانفرنس کےشرکاء نے جب سوال کیا کہ کیا مردجیل سے واپس آکر بیوی کے ساتھ دوبارہ گھربسا سکے گا؟تو جواب دیا گیا کہ گھربسے نہ بسے،عورت کی طبیعت کی خلاف اس پرجبرنہیں ہونا چاہیے۔ایک دوسری خاتون نے یہ سوال کیا کہ شوہر کے بیوی کے خلاف اس جرم کوثابت کیسے کیا جائے گا؟معاشرہ میں صنفی بے راہ ردی اورآزادی کا دوسرانمائندہ گروہ ہم جنس پرست مردوں اورعورتوں کا تھا۔ایک ہم جنس پرست عورت نے انسانی حقوق اورعورت کے حقوق کےعنوان والی کانفرنس میں تقریرکی جوکہ 2000 شرکاء کے مجمع میں پرزورتالیوں کے شورمیں سنی گئی اوراس تقریرکوسب سے زیادہ پذیرائی ملی۔

ہم جنس پرستوں کی الگ نشستیں اورپروگرام بھی ہوئے ہر پروگرام میں اس قسم کالٹریچرتقسیم ہوتارہاکہ معاشرے کے

اس گروپ کو صنفی اقلیت کے طور پر تسلیم کیا جائے کہ یہ بنیادی انسانی حقوق میں ہر فرد کی اپنی آزادی عمل وفیصلے کے مطابق ہے۔لہٰذا نئے معاہدے میں ان کے وجود کا ذکر ہونا چاہیے۔ایک بڑا نکتہ عورت کی صحت کا تھا۔جس میں تولیدی صحت اور پھر تولیدی حقوق کو منوانا پیش نظر تھا۔اس کی تعریف یوں بیان کی جا رہی تھی کہ جب، جہاں اور جیسے کوئی جنسی تسکین چاہے یہ اس کے لیے جائز ہو۔

ہیلری کلنٹن نے کہا کہ اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دینا ایجنڈے کا اہم اور ضروری نکتہ ہے۔یہ سب امور بیجنگ حتمی دستاویز میں شامل کروائے جانے کی سعی اور کوشش تھی گویا ایک ایسا معاشرہ تشکیل کروانے کے لیے پیش قدمی ہو جو اس اعتبار سے جانوروں کا اکھاڑہ ہو اور پھر یہ بین الاقوامی معاہدے کی شکل ہو جس کی پابندی کرنا اور پھر اس کی رپورٹ بھی آپ کو پیش کرنا ہو۔عدم پابندی یا سست رفتاری آپ پر بین الاقوامی دباؤ اور کوئی سزا تجویز کیے جانیکی وجہ بھی بن سکتا ہو۔تو ایسے میں کسی بھی مسلمان کی ایمانی حمیت اور غیرت اس کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کر سکتی۔

مسلمان ممالک کی نمائندہ این جی اوز کا کردار بھی ملا جلا رہا۔بالعموم یہ خواتین نام نہاد مسلمان، مغربی تہذیب کی پروردہ ودلدادہ ہیں۔جو اسلام اور دین کا ذکر آنے سے بھڑک اٹھتی ہیں۔جو صرف عورتیں ہیں اور عورتوں کے حقوق کی بات کرنے کے لیے وہاں پہنچی ہیں۔لبنان، سعودی عرب بہت سے اسلامی ممالک کی این جی اوز نمائندہ اسی گروپ سے تعلق رکھتی ہیں۔پاکستانی این جی اوز کا بھی حکومت سے پرزور اصرار تھا کہ بیجنگ اور سیڈا کے تحفظات واپس لیے جائیں جو کہ بے نظیر کی پاکستانی گورنمنٹ نے اس بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کرتے ہوئے عائد کیے تھے کہ یہ معاہدہ جہاں اسلامی اقدار وروایات کے خلاف ہوگا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔ہماری این جی اوز نے اپنی رپورٹ میں اسلامی نظریاتی کونسل کو ہدف تنقید بنایا اور اس کے خاتمہ کے لیے سفارش بھی کی۔

کچھ مسلمان این جی اوز اور کارکنان کا بڑا مثبت کردار رہا۔رابطہ عالمی اسلامی کی طرف سے ''مسلمان خواتین اور این جی اوز کا طرز عمل'' پر سیمینار ہوا جس میں کہا گیا کہ ہم قرآن اور شریعت کو سپریم قانون مانتے ہیں اور کوئی اور معاہدہ، مذہبی اعتقادات اور اسلامی اقدار کے منافی ہم پر کچھ لاگو نہیں کر سکتا اور یہ عالمی اعلامیہ برائے انسانی حقوق کے بھی منافی ہوگا جس میں ہر فرد کی مذہبی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اسے کسی معاہدے یا دستاویز کے ذریعے ایسے امور کا پابند کیا جائے۔

لیکن مجموعی طور پر مسلمان ممالک اور این جی اوز کا کردار امت مسلمہ کے انتشار کی ترجمانی کر رہا تھا جس کو آئندہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہے اور سیکولر خواتین کی بجائے پرعزم اسلام پسند خواتین کو اس محاذ پر موثر کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔پاکستان مشن کا کردار اس موقع پر مثبت رہا۔انہوں نے اسلامی اقدار اور پاکستان کے مفادات کے خلاف کسی عمل کا حصہ نہ بننے کے عزم مصمم کا اظہار کیا اور پھر اس کو نبھایا۔زبیدہ جلال صاحبہ، مشن کے شمشاد صاحب، منور بھٹی صاحب نے تجدید عہد کرتے ہوئے تحفظات برقرار رکھے اور مسلم ممالک ایران، سوڈان، لیبیا، سعودی عرب، الجزائر اور کیتھولک ممالک کے ساتھ مشترکہ بلاک بنا کر دستاویز میں نئے اضافے روکنے میں موثر کردار ادا کیا اور اس پر اصرار کیا کہ اصولی طور پر گذشتہ کام ہی پورا نہیں ہوا، آئندہ اسی پر توجہ رکھی جائے اور نئی شقیں شامل نہ کی جائیں۔اس میں یہ کامیاب ہوئے ہیں۔الحمد للہ پاکستان کا اس میں مرکزی رول رہا ہے۔ہمارے وفد نے بھی حکومت کے اس موقف کی پرزور تائید کی۔

ہم نے وہاں ترقی نسواں، ایک حقیقی طرز عمل کے عنوان سے ایک ورقہ تقسیم کیا جس میں خاندانی نظام کے استحکام اور

صنفی ٹکراؤ سے معاشرہ کو بچانے کا اہتمام کرنے اور ممبر ممالک کے اعتقادات اوراخلاقیات کے احترام پر زور دیا گیا۔تاکہ اقوام متحدہ کا ادارہ تمام ممالک کو ایک جگہ جمع رکھ سکے۔مسئلہ کشمیر پر ایک مظاہرہ کیا گیا۔مختلف فورمز میں شرکت کر کے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا کہ مسلمان مرد اورعورت کے لیے مقام فکر ہے کہ آج مسلمان معاشرے کی ایک اکائی عورت کے حقوق کے لیے عملدرآمد اورنمائندہ ادارہ اقوام متحدہ اورسیڈا بیجنگ پلیٹ فارم فارایکشن اور بیجنگ پلس فائیو جیسے بین الاقوامی معاہدات بن رہے ہیں جو کہ سیکولر ہیں اور بین الاقوامی دباؤ کے ساتھ ملکوں کو اس پر عمل درآمد کا پابند بنایا جا رہا ہے۔رقوم دے کران ملکوں میں کھڑی کی گئی این جی اوز کے ذریعے سے اس کے ہر جز وکولاگو کروایا جارہا ہے۔اسلام اپنا ایک نظریہ زندگی اور اس کی روشنی میں طے پائی ہوئی اپنی تہذیب رکھتا ہے۔اسلامی معاشرے اوراس کے جزو خاندانی نظام میں افرادعورت ومرد دونوں کے حقوق وفرائض طے ہیں۔اسلام کے دیے گئے حقوق ہمارے نام نہاداسلامی معاشرے میں پوری طرح عورت کونہیں دیے جاتے۔اگرہم اس بین الاقوامی تہذیبی تسلط سے بچنا چاہتے ہیں۔تو ہمیں اپنی عورت کووہ سارے حقوق دینے ہوں گے جو اسے اسلام دیتا ہے اوردورجدید کے مسائل سے نمٹنے کے لیے اجتہاد کے ذریعے راہنمائی دینا ہوگی۔جہاں اسلام کے دیے گئے حقوق پامال ہوتے ہیں،وہاں اس کا پشتیبان بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔یہ صرف عورت کی فکرنہیں،مرد کو بھی یہ فکر کرنا ہوگی اور معاشرے کے ہر ذی شعور طبقے کو اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہوگا ورنہ معاشرہ مجموعی طور پر بگاڑ وانتشار کا شکار ہوجائے گا۔

دنیا کی تمام عورتوں کے لیے بھی،اسلام میں عورت کے حقوق وفرائض کا عملی نمونہ قابل تقلید بن سکتا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے اس موقع پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ اقوام متحدہ کے ممبرز نہ صرف مختلف ممالک ہیں بلکہ وہ مختلف تہذیبیں،اعتقادات، اقدار، رواج اور تاریخ کے حامل ہیں ان تمام طرح کے لوگوں کو ایک تعاون کی چھت کے نیچے اکٹھا کرنے کے لیے تاکہ وہ عالمی گاؤں بنی ہوئی دنیا کے مسائل مشترکہ طور پر مل جل کر حل کرسکیں،ضروری ہے کہ ان کے مابین موجودان اختلافات کالحاظ رکھا جائے۔یہ لازم ہے کہ ہم ان کے بنیادی اختلافات کو تسلیم کریں اوران کو برداشت کریں۔

اس اصول سے انحراف کرتے ہوئے بیجنگ معاہدہ کی وہ شقیں جو کہ دوصنفوں کے باہمی تعلقات کے متعلق ہیں، اگر منظور کرلی جاتی ہیں تو یہ UN کو کمزور کرنے کا باعث ہوں گی کہ ممبر ممالک ان پر عمل درآمد نہ کرسکیں گے۔ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ بطور مسلمان ہم UNیا کسی اور ادارے ومعاہدے کو اپنے دینی اعقادات اخلاق اوراقدار کے واضح کرنے والے ادارے کے طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ہمارے لیے ان بنیادی امور کے لیے منبع ومرکز قرآن وشریعت ہیں۔یہ ہماری مذہبی اقدار کا ہی مطالعہ نہیں بلکہ یہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیہ کا بھی تسلیم کردہ حق ہے کہ ہر فرد کی مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کیا جائے گا۔یہ آزادی بے معنی ہے اگر مذہب کے پیروکاروں کو مجبور کیا جائے کہ دوسروں کے مطالبوں اورفیصلوں کو جوان کے مذہب کے خلاف ہوں کو ماننے اوراس پر عمل درآمد کا پابند کیا جائے۔ہمارا دین واضح طور پر بتاتا ہے کہ اس میں شادی سے پہلے صنفی تعلق اورعمل قوم لوط گناہ ہیں۔ان کو قانونی تحفظ دینا یا ان کو معاشرے میں تسلیم کرنا،مذہب کو پس پشت ڈالنا ہے۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مذہب اسلام انسانی زندگی گزارنے کا ضابطہ وطریقہ ہے۔سیکولرازم بھی ایک مذہب کے طور پر ابھر رہا ہے،اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ یہ دوسرے مذہب یا طریق زندگی کو دبانا چاہتا ہے اوراس کے وکیل اس کو بین الاقوامی

سمتوں کے لحاظ سے دوسروں پر تھوپنا چاہتے ہیں۔

اس رائے میں ہم اکیلے نہیں ہیں کہ ایسی سفارشات کو جو خاندانی نظام کو تباہ کرنے والی، اخلاقیات کو انحطاط پذیر کرنے والی اور فرد کو بے محابہ آزادی دینے والی ہیں انجام کار معاشرے کو تباہ کرنے والی ہونگی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عورت کے حقوق کی تلفی ہوتی ہے مگر اس کے حل کے لیے بہتر راستے تلاش کیے جانے چاہئیں۔

بیجنگ B+5 غیر فطری ایجنڈا

اقوام متحدہ کی کوششوں اور اس کے زیر اثر این جی اوز کے کام کے نتیجے میں جو فضا بنی اس کے منفی اثرات نے دنیا بھر کی عورت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کے چند بڑے بڑے نکات درج ذیل ہیں۔

1۔ قرآن کی آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے رفیق، معاون اور مددگار ہیں جبکہ اقوام متحدہ کی دستاویزات میں ان دونوں کو ایک دوسرے کا مد مقابل اور ایک دوسرے کے حقوق کو غصب کرنے والا گردانا گیا ہے۔

2۔ خاندان جو کہ معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اچھے خاندان سے اچھا معاشرہ بنتا ہے جبکہ اقوام متحدہ نے خاندان اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ وہاں سارے حقوق فرد کو حاصل ہیں افراد کے مجموعے کو نہیں اور نیویارک میں تو سب سے زیادہ بحث ہوئی ہی خاندان کے نام پر کہ مسلمان ممالک نے Natural Family کے تحفظ پر زور دیا جبکہ لبرل لابی ہر قسم کے افراد کے مجموعے کو خاندان قرار دیتی رہی۔ اس میں (عورت اور عورت اور مرد اور مرد) اور بغیر نکاح اور قانونی بندھن کے مرد اور عورت کے مجموعے بھی خاندان ہیں۔ جن کو پورے پورے حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔

3۔ بلدیاتی اداروں سے لے کر سینٹ تک 33 فیصد نمائندگی تاکہ عورت اپنے اصل کردار یعنی انسانی سازی سے غافل ہو جائے اور جو کام اس کے حوالے نہیں کیا گیا تھا اسے کر کے یا تو دوہرا بوجھ سمیٹے یا اپنے اصل کو بھول جائے۔

4۔ خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے نت نئے طریقوں کے ذریعے دنیا کی آبادی کو اپنی مرضی سے گھٹانے بڑھانے کا اختیار حاصل کرنا۔ ایک نئی اصطلاح Genitic Engineering کے ذریعے آئندہ آنے والے سالوں میں اقوام متحدہ اور اس کو چلانے والے ممالک کے ارادوں سے بے خبر ممالک اور عوام جینیاتی تبدیلیوں کا شکار بننے والے ہیں۔ اگر اس کا ابھی سے تدارک نہ کیا گیا اور باخبر نہ کیا گیا تو ہماری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

5)۔ کم عمری کی شادی پر سزا مگر بچوں کے حقوق کے نام پر ان ناجائز تعلقات پر کوئی پابندی نہیں اور آج امریکہ میں Young Mothers ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہیں۔

6)۔ خواتین کو نس بندی کا اختیار دیا ئے۔ 120 دن کے اندر اسقاط کی اجازت۔

7)۔ جنسی تعلیم پرائمری سطح سے ہی دی جائے اگرچہ مغربی ممالک اس بات پر قائل ہو چلے ہیں کہ ہر طرح کے جنسی آگاہی کے باوجود جنسی تشدد کے رجحان میں اور جنس کے حوالے سے بیماریوں میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ اضافہ ہی ہوا ہے۔

8)۔ عورت معاشی عدم مساوات کا سب سے زیادہ اور سب سے بڑا شکار رہی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ کہ عورت کے گھر کے کام کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ لہٰذا اس کے گھر کے کام کا اسے معاوضہ دیا جائے اور بچوں کی پیدائش کا بھی

اسے معاوضہ دیا جائے تا کہ وہ معاشی میدان میں مرد کے برابر آجائے یعنی عورت اور مرد کی رفاقت صرف دنیاوی لحاظ سے ناپی جائے اس میں ایک دوسرے کے لیے محبت الفت ایثار قربانی کے جذبات ختم کر دیے جائیں، جس میں ایک عورت اپنے شوہر، بچوں، بہن بھائی اور ماں باپ کے لیے اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں لگا دیتی ہے تو دوسری طرف مرد اپنی بیوی، ماں اور بیٹی کے لیے اپنی ساری زندگی اور محنت سے حاصل کی ہوئی کمائی ان پر صرف کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔

9)۔ ایک نئی اصطلاح ان دستاویزات میں سامنے آئی جو کہ ''ازدواجی عصمت دری'' کے عنوان سے تھی۔ یہ معاشرے سے حیا کے چلن کو ختم کرنے اور خاندان کے اندرونی معاملات کو سر بازار اچھالنے کی قابل نفرت کوشش ہے کہ اگر بیوی کی رضامندی کے بغیر شوہر اس سے تعلقات قائم کرے تو اسے سزا ملنی چاہیے اور بیوی اس معاملے کو عدالت میں لے کر جائے۔ اس عدالتی کارروائی کے بعد اس میاں بیوی اور ان کے بچوں کا آگے کیا ہوگا۔ اقوام متحدہ اور اس کے کارپردازوں کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

10)۔ Homosexuality یعنی ہم جنس پرستی کو تسلیم کرنے اور ہم جنس پرست لوگوں کے حقوق کو تسلیم کرنے کے لیے اقوام متحدہ کی کوششیں عروج پر پہنچی ہوئی ہیں۔ ہم جنس پرست عورتوں یعنی Lesbians کے گروپس اقوام متحدہ کی لابیوں میں زور و شور سے سرگرم عمل ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کا معاشرہ بننے کو جا رہا ہے۔

11)۔ طوائفوں کو Sex workers کا نام دے کر ان کے حقوق کی بات ہو رہی ہے کہ وہ بھی دوسری عورتوں کی طرح ایک کام کرتی ہیں ان کے کام کو بھی تسلیم کیا جائے اور یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ بنیادی انسانی اخلاق سے انسان عاری ہو رہے ہیں اور تمام مذاہب کے لوگوں کو جو انسانی شرف اور انسانی تکریم پر یقین رکھتے ہیں اکٹھا ہو کر حیا کا بند باندھنے کی ضرورت ہے۔

یہ وہ نکات تھے جو پچھلی صدی کے نصف سے شروع ہو کر اس صدی کے آغاز تک آزادی نسواں کے حقوق کے علمبرداروں کے کام کی وجہ سے آج چیلنج کی حیثیت سے نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آئے۔

دنیا ایک Global Village کی صورت اختیار کر چکی ہے اگر چہ ہر دور میں حق بات کے حامی تھوڑے رہے ہیں اور ان کے پاس ظاہری اعتبار سے وسائل بھی کم رہے ہیں مگر اس بات کا یقین کر کے ہم اپنے سفر پر روانہ ہوئیں۔

﴿كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ ٣

''اللہ کے حکم سے کتنے ہی تعداد میں کم گروہ تعداد میں زیادہ گروہوں پر غالب آ گئے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔''

اگر چہ ہمیں ECOSOC کی مشاروتی حیثیت بھی حاصل نہ تھی اور بیجنگ میں شرکت بھی نہیں کی تھی' مگر ان سارے معاملات سے اپنے آپ کو باخبر رکھا تھا اور اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ جب عورت کے عنوان سے ہم ہر میدان میں مصروف عمل ہیں تو یہ سب سے اہم میدان ہماری نظروں سے کیوں اوجھل ہو، اور نیو یارک میں منعقدہ اجلاس Women 2000 جس کو بیجنگ پلس فائیو کا نام دیا گیا تھا' شرکت کی۔ اس ساری شرکت میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب محترم

٣۔ البقرہ ٢٤٩:٢

شمشاد احمد صاحب ان کے ساتھ فرسٹ سیکرٹری منور بھٹی صاحب اور ان کی ٹیم نے ہماری بے حد معاونت کی۔ حکومتی وفد کے ساتھ جو کہ مسز زبیدہ جلال کی قیادت میں آیا تھا' ملاقاتیں بہت مفید رہیں اور انہوں نے بھی مسلمان عورتوں کی اچھی نمائندگی کی۔

نیویارک سے ہمارا وفد واشنگٹن گیا۔ وہاں ہم نے بڑی مفید ملاقاتیں کیں۔ ایران کی ایک لابسٹ خاتون سسٹر انیسہ جو ایک امریکی مسلم خاتون تھیں نے ہمیں بڑا متاثر کیا۔ امریکہ میں موجود مسلمان خواتین کو ان جیسی خواتین سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ وہ عورت کے عنوان سے اقوام متحدہ کے پورے کے پورے کردار سے مکمل آگاہ تھیں۔ ان کی سازشوں سے خبردار تھیں اور اللہ کے اوپر مکمل بھروسے کے ساتھ اپنے تھوڑے سے وسائل کے ساتھ میدان عمل میں مصروف تھیں۔ انہوں نے ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ملاقات میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں زیر بحث آنے والے 74 صفحات (Document) کا متن اس کی Floppy ڈسک اور اس کے اوپر بطور ایک مسلمان خاتون کے تبصرہ کا مواد فراہم کیا اور کہا کہ اگرچہ مسلمان عورت اس میدان میں دیر سے آئی ہے مگر ان شاء اللہ، اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں مقابلے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔ فتح حق کی ہوگی۔

2 جون سے گیارہ جون 2000ء تک ہم نیویارک کی مختلف جگہوں نیویارک یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی، چرچ سنٹر اور یو این کی بلڈنگ میں منعقد مختلف این جی اوز کے پروگراموں میں شریک رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی مشن اور او آئی سی اور رابطہ عالم اسلامی، عرب، ایرانی، افریقی اور جاپانی فورمز میں شریک رہے۔ مختلف مذاہب کے مشترکہ فورم میں مسلمان عورتوں کی نمائندگی کی۔

کشمیری عورت کی نمائندگی کے لیے ہمارے وفد میں محترم شمیم شال موجود نہ ہوتی تھیں تو وہاں بھی اور مسلمان خواتین جہاں جہاں بھی مظلوم ہیں، ان کی نمائندگی کا حق ادا نہ ہوتا۔

اس کانفرنس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اسلامی تحریکوں کی خواتین نے پہلی بار اس میں شرکت کی لہٰذا ان کی کوششیں تھوڑی غیر مربوط اور بغیر کسی مناسب منصوبہ بندی کے معلوم ہوئیں۔ لیکن مستقبل کے لیے بہت معلومات ملیں اور مختلف فورمز پر اپنی آواز بلند کی جو لوگوں کو پہلی دفعہ بڑی اجنبی لگی' کیونکہ اقوام متحدہ کے لوگ ابھی تک نام نہاد مسلمان عورتوں سے واقف تھے' جو نام تو اسلام کا لیتی تھیں' مگر ان کے ظاہر و باطن کا دور دور تک مسلمان عورت سے کوئی واسطہ نظر نہ آتا تھا۔ انہوں نے جب مختلف اسلامی تحریکوں کی عورتوں کو میدان میں دیکھا تو دو تین دفعہ آپس میں سخت بحث ومباحثہ اور تلخ کلامی بھی ہوئی کہ یہ کدھر سے ٹپک پڑی ہیں۔ ابھی تک تو میدان کلی طور پر ان کے ہاتھ میں تھا۔

مراکش کی مسلمان خواتین اسلام کے بے مثال مظاہرے کی بازگشت ایک مسلم ویمن فورم میں سنائی دی لیکن ابھی تک بطور مجموعی مسلم خواتین اسلامی تحریکیں اور مسلمان حکومتیں اقوام متحدہ کے ایجنڈے سے صرف نظر کیے ہوئے ہیں۔ غفلت اور چشم پوشی کا یہ رویہ ختم ہونا چاہیے۔ تمام اسلامی تحریکوں اور خاص طور پر امریکی مسلم خواتین کو میدان عمل میں سرگرم ہونا چاہیے تاکہ اسلام کے خوبصورت نظام کو آج کی سسکتی عورت کے سامنے لایا جائے۔

ہم سب کے اوپر ہمارے دین کا یہ حق ہے کہ جو لوگ ناواقف ہیں ان تک Approach کی جائے۔ یہ Global Village کا زمانہ ہے۔ Information Technology کا زمانہ ہے۔ بہت کم وقت میں ہم زیادہ لوگوں تک اپنی دعوت

پہنچا سکتے ہیں۔ اسلام Logic اور دلیل کا مذہب ہے۔ Educated لوگوں کے لیے Appealing way of Life ہے' لہٰذا ہم سب کو اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے۔ آغاز کرلیں، انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے 95 فیصد لوگ انجام کے خوف سے آغاز ہی نہیں کرتے۔ قدم بڑھائیے۔ آپ کو جو بھی کام آتا ہے جتنا بھی آتا ہے' اسے امت کے لیے وقف کر دیں۔ امت کو کچھ دینے کا کلچر پیدا کریں تاکہ دنیا کائنات کے خوبصورت ترین نظام سے آگاہ ہوجائے اور مسلمان پھر سے دنیا کی امامت کرنے لگیں۔ دنیا میں اللہ کا دین غالب ہوجائے اور ہم آخرت میں رب رحمٰن کی ابدی نعمتوں کے حقدار ٹھہرسکیں۔

بیجنگ پلس 5 کی دستاویز اور خاندان کے ادارے پر اثرات

اس عالمی کانفرس میں مباحث اوران کے مطلوبہ نتائج کے لیے لابنگ کرنے والوں میں جنگ کا سماں رہا۔ اس میں خاندان کی اکائی کے خلاف این جی اوز غیر معمولی طور پر متحرک نظر آئیں۔ شاید انہوں نے پہلے دن خاندان کی اکائی کے حامیوں کی زبردست تیاریوں کو رات گئے بنظرِ غائر دیکھا تھا۔ ترقی پذیر ممالک کے وفود کو محسوس ہو رہا تھا کہ مغربی ممالک اور ان کی حامی این جی اوز ایک ایسی حکمت عملی پر کام کر رہے ہیں جس سے حتمی دستاویز میں ترقی پذیر ممالک کا نقطۂ نظر نہ آسکے۔ انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ انہیں کسی خاص مسئلے پر مخصوص نقطۂ نظر اختیار کرتے ہوئے بہت زیادہ تیاری اور دلائل کی ضرورت ہوگی۔ امریکی خواتین کی ایک این جی او CWA کا خیال تھا کہ این جی اوز بالخصوص اس امر پر بہت ناراضگی ظاہر کر رہی ہیں کہ پلیٹ فارم برائے ایکشن کے لیے انہوں نے جو زبان و بیان مناسب سمجھا تھا اس کے لیے ترقی پذیر ممالک سے مطلوبہ حمایت نہیں مل رہی ہے اور اس میں بیشتر باتیں خارج کی جارہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض ایسے ممالک بھی موجود تھے جو اپنے ملک کی خودمختاری اور حاکمیت اعلیٰ کے ساتھ ساتھ خاندان کو خطرے میں دیکھ کر باقاعدہ میدان میں اتر آئے تھے۔

اپنے ملک کی خودمختاری اور حاکمیت اعلیٰ کو بچانے کا معاملہ کیونکر سامنے آیا۔ اس کا مختصر پس منظر جاننا ضروری ہے۔ بات یہ تھی کہ امریکہ نے اب تک عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے مکمل خاتمے کے کنونشن CEDAW کو تسلیم نہیں کیا۔ اقوام متحدہ کی جو کمیٹی CEDAW کے امور کی نگرانی کرتی ہے اس نے کچھ ممالک کو ہدایات جاری کیں کہ انہیں لازمی طور پر اپنے قوانین میں اس طرح سے تبدیلی کرنا ہوگی جس سے ''سیکس ورکرز'' کے خلاف امتیازی سلوک نہ ہو۔ سیکس ورکرز سے مراد وہ خواتین اور حضرات ہیں جو قحبہ گری کرتے ہیں، جنہیں یہاں طوائف کہا جاتا ہے۔ وہاں اسے Prostitute کہنے کے بجائے سیکس ورکر کہہ کے اس کے ''حقوق'' متعین کرنے کی مہم جاری تھی۔ CEDAW کو کہا گیا کہ وہ سیکس کی بنیاد پر سمگلنگ کی مذمت اور مخالفت کرے اور اس کا شکار ہونے والی خواتین جنہیں ان کی مرضی کے خلاف طوائف بنادیا گیا تھا؟ ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اب ان کے اس کام کو تحفظ دینے کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ سیکس ورکر کو نہ صرف یہ کہ برداشت کیا جائے بلکہ اس کے بنیادی انسانی حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے۔

CEDAW کے برخلاف بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ امریکہ میں کلنٹن حکومت اس پلیٹ فارم کی دفعات کا نفاذ وفاقی ایجنسیوں کے ذریعے کر رہی تھی اور اس کے لیے اس نے سینیٹ سے منظوری یا کانگریس میں اسے پیش بھی نہ کیا تھا اور یہ سلسلہ 1994ء سے جاری تھا۔ سیکرٹری آف سٹیٹ میڈیلین البرائیٹ اور ہیلتھ سیکرٹری ڈونا

شلیلا امریکی وفد کی قیادت کررہی تھیں اور امریکی پالیسی کے تحت رضا کارانہ قحبہ گری، فحاشی Pornography اور اسقاط حمل کی حمایت میں سرگرم تھیں۔

1995ء کے پلیٹ فارم برائے ایکشن میں ایک مبہم اصطلاح استعمال کی گئی ہے جسے ''جنسی تناظر'' کہا گیااور حکومتوں سے کہا گیا کہ ان کی ساری سرگرمیوں میں یہ اصطلاح نافذ کی جائے۔ اب اسے باقاعدہ ایک ایسا انسانی حق قرار دے دیا گیا جو عورت کی برابری کے لیے لازمی ہے۔ گویا کہ یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ان تمام جنسی امور، سرگرمیوں، رابطوں، طریقوں اور اظہار کو قانون کا درجہ دیا جائے۔ اس طرح سیکس ورکرز کا کام قانونی ہوجائے گا اور طوائف کو معاشرے میں قانون تحفظ فراہم کرے گا کہ وہ جسم فروشی کرے یا جسم کی نمائش کرے۔

دوسرا پہلو یہ تھا کہ 1995ء میں لڑکی کے لیے تولیدی حقوق کا مطالبہ کیا گیا۔ پلیٹ فارم برائے ایکشن میں عورتوں کے تولیدی حقوق کا مطالبہ کیا گیا اور اسے بالخصوص لڑکی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔ اب نیویارک میں یہ مطالبہ اس صورت میں سامنے آیا کہ والدین جو مرضی چاہیں لڑکی کی پیدائش اس کا حق ہے اور وہ اسے ملنا چاہیے۔ اس معصوم سے مطالبے کے پیچھے دراصل جو حقیقی مطالبہ تھا وہ تھا کہ ''اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ ہر عمر کی عورت کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ ہر قسم کے جنسی حقوق رکھتی ہے اور استعمال کرسکتی ہے۔''

تیسرا پہلو یہ تھا کہ ہر محکمے اور شعبہ میں، خواہ وہ پارلیمان ہی کیوں نہ ہو، جنسی توازن پیدا کیا جائے۔ اگر ایک محکمہ میں 50 مرد ہیں تو عورتیں بھی 50 ہوں گی۔ چوتھا پہلو یہ تھا کہ روایتی تہذیبی رسوم و رواج کا معاملہ کیا ہوگا؟ پلیٹ فارم برائے ایکشن میں ''ماں'' اور ''ممتا'' کے الفاظ منفی اثرات کے تحت لائے گئے تھے۔ ان الفاظ سے جو منفی رویے وابستہ کیے گئے تھے ان کے خاتمے پر زور دیا گیا۔ مرد اور لڑکوں کو کہا گیا کہ وہ عورتوں اور لڑکیوں کے بارے میں اپنے رویے اور کردار میں تبدیلی لائیں۔ یہ تھا وہ پس منظر جس میں ترقی پذیر ممالک کو بالخصوص یہ احساس ہوا کہ انہیں پابند کرنے کی تیاریاں ہورہی ہیں کہ وہ اپنے ممالک میں قانون کو امریکہ اور مغربی ممالک کی خواہشات کے مطابق تبدیل کریں۔

ان ممالک کے وفود خاندان کو بچانے کے لیے سرگرم ہوگئے تھے۔ درحقیقت CEDAW کے طریقہ کار اور غلط حکمت عملی نے ان امور کو واشگاف انداز میں سرخ خطرے کی صورت میں ان وفود کے سامنے کھڑا کر دیا تھا' جن کو تسلیم کر لینے سے ایک گلوبل حکومت قائم ہونے کی راہیں کشادہ ہوتی نظر آ رہی تھیں۔

اس موقع پر مناسب ہوگا کہ بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن کے پیرا گراف 130(a) اور 130(b) کا مطالعہ کرلیا جائے جس پر 6 جون 2000ء کو گرما گرم بحث ہورہی تھی۔

130:A۔ اس پیرا گراف میں کہا گیا ہے کہ ''ایسے مناسب اقدامات کیے جائیں جن سے ان بنیادی عوامل کا خاتمہ کیا جاسکے جن میں خارجی عوامل جو عورتوں اور لڑکیوں کی سمگلنگ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور انہیں طوائف بناتے اور قحبہ گری کراتے ہیں اور انہیں تجارتی جنسی راہوں پر استعمال کرتے ہیں، زبردستی شادیاں کراتے ہیں، ان سے بیگار لیتے ہیں تاکہ عورتوں کی سمگلنگ ختم ہو ان پر قابو پانا ہوگا، اس کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ قوانین کو مضبوط بنایا جائے اور مقصد یہ ہو کہ عورتوں اور لڑکیوں کے حقوق کا زیادہ بہتر تحفظ ہوسکے اور ان کے خلاف کام کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائے اور اس کے لیے فوجداری اور سول دونوں طریقے استعمال میں لائے جائیں۔''

رابطہ گروپس ان دونوں کا بغور جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ اس میں جو زبان استعمال کی گئی ہے اس سے مراد وہ نہیں ہے جو کہا جا رہا ہے۔ اس سے دراصل مراد فحاشی و عریانیت (Pornography)، قحبہ گری (Prostitution) اور جنسی بنیادوں پر سمگلنگ (Sex Trafficking) ہے۔ یورپی یونین کا موقف تھا کہ ان پیرا گرافوں میں ان اصطلاحات کا استعمال ''چائلڈ'' کے لیے کیا جا رہا ہے۔ بچوں کے ساتھ ایسی باتوں کا ہونا درست نہیں ہے اور دوسری طرف عورتیں ان اصطلاحات کی ذیل میں نہیں آتیں۔ اس لیے اسقاط حمل اور جنسی حقوق کا معاملہ دوسرا ہے۔ لیکن بعد ازاں یورپی یونین کو تسلیم کرنا پڑا کہ گرل چائلڈ کے لیے بھی ان اصطلاحات کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ لازمی ہے کہ عورت اور لڑکی دونوں کے لیے ان باتوں کو خطرناک قرار دیا جائے۔

اس کانفرنس میں CEDAW کے خلاف جذبات کو سرد کرنا اس کے ذمہ داران کے لیے ممکن نہ تھا۔ بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن CEDAW کی حمایت کرتا ہے اور کلنٹن انتظامیہ بھی سینیٹ سے اس کی توثیق کے لیے کوشاں تھی۔ جن ممالک نے اسے اب تک تسلیم نہیں کیا وہ اس کی زبان میں تبدیلی کے لیے کام کرتے رہے تھے اور ان کا مقصد تھا کہ حتمی دستاویز میں یہ زبان استعمال نہ ہونے پائے۔ ایک وفد نے بعض صحافیوں اور امریکی لابنگ فرموں کے نمائندوں کو بتایا کہ ان کا وفد بہت محتاط ہے اور کسی صورت میں CEDAW کی زبان کو حتمی دستاویز کی زبان بننے نہیں دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ملک اس کو تسلیم کرنے پر تیار ہی نہیں ہے پھر اس کے مطالبات پر غور کیا؟

جب بھی اس کنونشن کا ذکر آتا تو بعض وفود صاف کہتے کہ اس کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا بلکہ جنہوں نے دستخط کیے ہیں ان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بیجنگ پلس 5 کے دستاویز کو متفقہ ہونا لازمی ہے جس سے ظاہر ہو کہ یہ ایسی دستاویز ہے جسے تمام شریک ممالک کا اعتماد حاصل ہے۔ اس امر کی کوشش بھی کی گئی کہ خاندان میں رہنا اور خاندان کی تشکیل دینا، ماں کا احترام کرنا یا ممتا کا اظہار کرنا یا خود ماں ہونا انسانی حقوق میں سے خارج کر دیے جائیں۔ لیکن خاندان کی حامی لابی نے اس کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا جس کی حمایت مغربی ممالک کر رہے تھے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ عورت کو اس کے فطری حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ماں بنے اور خاندان تشکیل دے اس کا یہ حق بھی ناقابل تنسیخ ہے کہ وہ اپنی اس روایت کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرے۔

اسقاط حمل کے حق میں کام کرنے والے اداروں، وفود اور این جی اوز کے موقف کو ان این جی اوز نے شدید تنقید کا نشانہ بنایا جو اسقاط کے خلاف تھیں۔ خاندان کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز نے سات ممالک کے بارے میں کہا کہ وہ حتمی دستاویز کو اپنی خواہشات اور نظریات کا غلام بنانے کے درپے ہیں۔

یہ حقیقت بھی ابھر کر سامنے آئی کہ خاندان کے حق میں کام کرنے والی این جی اوز تعداد میں کم لیکن اپنے موقف اور اس کے حق میں دلائل سے پوری طرح سے آراستہ تھیں اور انہوں نے خاندان کو نہ صرف بچا لیا بلکہ انسانیت کے لیے ایک محفوظ مستقبل کو بھی یقینی بنایا۔

آزاد خیال این جی اوز کا موقف تھا کہ عورتوں کی سمگلنگ اور ایڈز ایسے موضوعات ہیں جن پر کانفرنس کو زیادہ وقت صرف کرنا چاہیے لیکن ان کے پاس ان مسائل کا حل متفقہ نہ تھا۔

بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے انٹرنیشنل ویمن ہیلتھ کولیشن کی صدر ایڈریان جرمین کا موقف تھا کہ ''جس مسئلے پر

ہم گفتگو کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ کیا حکومتوں کو تسلیم کرنا چاہیے یا تسلیم نہیں کرنا چاہیے کہ یہ ہماری عورتوں کی سمگلنگ دراصل مردوں کی جنسی خواہشات سے ہی پروان چڑھتی ہیں۔'' ایڈریان کے مطابق: ''ہمیں اپنے عزم کی تجدید کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ ہم نے بیجنگ میں تجدید عہد کیا تھا کہ عورتوں کے جنسی حقوق تسلیم کر لیے جائیں اور مرد کا ذمہ دار جنسی رویہ بھی طے کر دیا جائے۔ وہاں موجود نمائندگان نے کہا کہ یہ حل نہیں ہے۔ جن عورتوں اور بچوں کو جنسی مقاصد کے تحت پکڑ کر سمگل کر دیا جاتا ہے وہ تو یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ انہیں ''جنسی حقوق'' دیے جائیں جبکہ اقوام متحدہ کی گرل چائلڈ کی تعریف یہ ہے کہ لڑکی کی عمر دس سال ہو۔ ہمیں چاہیے کہ سمگلر کو سزا دیں، لڑکی یا عورت کو سزا کیوں دی جا رہی ہے۔ ان سمگلروں میں عورتیں بھی شامل ہیں۔

اس بحث کے خاتمے پر اسقاط حمل اور جنسی حقوق کے حق میں دلائل دینے اور کام کرنے والے وفود اور این جی اوز کا خیال تھا کہ حتمی دستاویز اس اعتبار سے بہت کمزور ہوگی۔ ایک بحث کے دوران میں تو انہوں نے یہ بھی طے کر لیا تھا کہ یہ مطالبہ کر دیا جائے کہ کسی قسم کی حتمی دستاویز پیش یا تیار نہ کی جائے کیونکہ اس میں باقی رہ ہی کیا جائے گا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بعض کارکنوں نے کہا کہ وہ ''دعائیہ سروس'' شروع کریں گے۔ انہوں نے طے کیا کہ وہ ثالثی کے لیے بھی متحرک رہیں گے۔ ان گروہوں نے صورت حال کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ سیکولرازم کے بارے میں ہمارے رویے خواہ کیسے ہی ہوں ہم سب مل کر کام کریں گے۔ سامنے نظر آتی شکست کو دیکھ کر اسقاط حمل کی حامی ایک عورت نے مخالفین کے بارے میں کہا کہ وہ اس مرتبہ نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں لے کر آئے ہیں تاکہ مخالف نظریات کے حامل وفود کو ان کی مدد سے گمراہ کر دیا جائے۔

بیجنگ پلس فائیو کے دوران جاری مباحث

8:00 تا 9:00 بجے صبح	گرل چائلڈ پر مباحث	ورلڈ گرل گائیڈ اینڈ گرل سکاؤٹ ایسوسی ایشن۔ آٹھواں فلور، باس روم، یو این بلڈنگ
ایضاً	بچوں کی وکالت	ڈی ایچ ایل 12 ویں منزل یو این بلڈنگ
9:00 تا 10:00 بجے	مستحکم ترقی میں اقوام متحدہ کا کردار	10 ویں فلور پر یو این بلڈنگ (بین الاقوامی تربیت کے سکول کے زیر اہتمام)
9:30 تا 11:30	غربت کے خاتمے کی حکمت عملی اور جنس کا کردار	ڈی سی ون عمارت
10:00 تا 11:00	صحت کے امور پر گفتگو	ڈی ایچ ایل بارہویں منزل یو این عمارت
10:00 تا 12:00	لیبر مارکیٹ کے اعداد و شمار اور سروے جنس کے حوالے سے	یو این ڈی پی بریفنگ اور ویب سائٹ کا تعارف ڈی اے ڈبلیو روم سیکرٹریٹ بلڈنگ
ایضاً	سیاسی اختیار، این جی او کمیٹی برائے UNIFEM	باس روم آٹھویں منزل یو این بلڈنگ

10:00 تا1:00	حقوق کی توثیق، بین الاقوامی خواتین برائے حقوق ایکشن واچ	ہارڈن بلڈنگ 11ویں منزل یواین سلامی کونسل
11:00 تا12:30	عورتوں کا متاثرہ حلقہ	ڈی ایچ ایل روم بارہویں منزل یو این سلامتی کونسل کی عمارت
11:00 تا1:00	انٹر جنریشنل مکالمہ بوڑھی خواتین، نوجوان خواتین اور گرل چائلڈ کے حلقہ جات	10ویں منزل کانفرنس روم یو این سلامتی کونسل عمارت
11:30 تا1:00	ٹی بی اے نیشنل کونسل برائے خواتین و ماحولیات	کانفرنس روم 4 یواین بلڈنگ
12:00 تا1:00 بجے	افریقی خواتین، اے پی سی افریقی خواتین	باس روم آٹھویں منزل یواین سلامتی کونسل
12:00 تا2:00 بجے	خواتین اور مسلح تصادم	ڈی ایچ ایل بارہویں منزل یواین سلامتی کونسل عمارت
12:30 تا2:30 بجے	جنس کی مرکزیت میں یواین ڈی پی کے تجربات	ڈی سی ون بلڈنگ، یو این پلازہ، 12ویں منزل، بینک شینون کانفرنس روم
1:15 تا2:45 بجے	حکومتیں عورت کے خلاف، مذہب سیاست اور تحریک نسواں	پہلی منزل چرچ سنٹر، یواین پلازہ
ایضاً	عورتیں قانون اور سیاست میں "FIDA"	ہارڈن روم، گیارہویں منزل سیکرٹریٹ بلڈنگ
ایضاً	جنس کی بنیاد پر تشدد کے خاتمہ میں مردوں اور لڑکوں کا کردار	یواین کانفرنس روم، سیکرٹریٹ بلڈنگ
ایضاً	ملکی سطح پر جنس کی مرکزیت	ڈی اے ڈبلیو روم سیکرٹریٹ
ایضاً	یوتھ انٹرنیشنل راؤنڈ ٹیبل	ڈی اے ڈبلیو روم، سیکرٹریٹ بلڈنگ یونیسف ہاؤس
ایضاً	عورتوں کے خلاف حکومت، مذہب، سیاست اور تحریک نسواں (مذہب پر خصوصی بحث)	پہلی منزل یواین سلامتی کونسل عمارت
1:30 تا2:30 بجے	کامن ویلتھ کاکس	کامن ویلتھ مشن بلڈنگ
1:15 تا2:45 بجے	عورت اور مسلح تصادم پر مکالمہ، یو این ایجنسیاں اور دیگر ادارے	کانفرنس روم، 4 یواین بلڈنگ
ایضاً	جنس کی تربیت اور دیگر امور کی وضاحت	سیکرٹریٹ بلڈنگ
ایضاً	عورت کے خلاف تشدد کے خاتمہ میں مرد اور لڑکے کا کردار (دوسرا حصہ)	سیکرٹریٹ بلڈنگ کانفرنس روم نمبر 3
1:30 تا2:30 بجے	تولیدی حقوق	10ویں منزل کانفرنس روم، یواین سلامتی کونسل عمارت

1:30 تا2:30 بجے	گلوبلائزیشن میں ایشیا کا تعاون، بھارت، جاپان اور امریکہ،سہ روزہ بحث	انٹرنیٹ پر بحث
1:30 تا3:00 بجے	میڈیا پر بحث	ساتویں منزل یو این سلامتی کونسل کانفرنس روم
2:00 تا4:00 بجے	CEDAW کا مشرق وسطیٰ میں کردار، ایرانی خواتین کی جمہوری ایسوسی ایشن	باس روم، آٹھویں منزل یو این سلامتی کونسل عمارت
2:00 تا2:30 بجے	امریکی وفد کی اپنی این جی اوز کو بریفنگ	ڈی ایچ ایل روم 12 ویں منزل یو این سی سی
2:30 تا3:00 بجے	پریس بریفنگ یوتھ کاکس	گرومین روم آٹھویں منزل یو این سی سی
2:30 تا3:00 بجے	کینیڈا کے وفد کی اپنی این جی اوز کو بریفنگ	ڈی ایچ ایل روم 12 ویں منزل یو این سی سی
3:00 تا4:00 بجے	کتاب کی تقریب رونمائی	سیکرٹریٹ بلڈنگ
ایضاً	عورتوں پر تشدد کے خلاف گروپ ڈسکشن	ڈی ایچ ایل روم 12 ویں منزل یو این سی سی بلڈنگ
ایضاً	ذہنی صحت پر بحث	گرومین روم آٹھویں منزل یو این سی سی بلڈنگ
3:00 تا4:30 بجے	2000ء کے بعد عورتوں کے رابطوں کی صورت حال پر شمالی اور جنوبی کوریا کی این جی اوز کی بحث	ہارڈن روم گیارہویں منزل یو این سی سی بلڈنگ
3:00 تا5:00 بجے	امریکی خواتین کے رابطے، امریکی این جی اوز کی بحث	دسویں منزل کانفرنس روم یو این سی سی
4:00 تا7:00 بجے	این جی اوز کمیٹی کی آبادی اور ترقی کے امور پر بحث	باس روم آٹھویں منزل یو این سی سی
5:00 تا7:00 بجے	جنسی مرکزیت اور عورت کی پیش رفت	یو این ڈی پی ڈی سی ون بلڈنگ، یو این پلازہ تیسری منزل کالاؤنج
7:00 تا9:00 بجے	فیملی تشدد، امتیازی سلوک، بچے کے نقطہ نظر سے	گریجویٹ سنٹر، 34 ویں منزل 365 ایونیو

بیجنگ پلس کانفرنس کے دوران ایک ایسے وقت میں جب کہ تمام این جی اوز اور وفود اتفاق رائے کے حصول کی خاطر سرگرم تھے CWA نے امریکی سفیر کو یادداشت پیش کی جو کہ اسقاط، خاندان اور دیگر معاشرتی مسائل سے متعلق تھی۔

☆ **خاندان کی حامی خواتین نے اقوام متحدہ کے دفتر میں پمفلٹ تقسیم کیے:**

خاندان کی حامی خواتین نے وفد سے کھچا کھچ بھرے اقوام متحدہ کے دفتر میں پمفلٹ تقسیم کیے۔ ہم جنس پرست عورتوں نے ان پمفلٹ کی تقسیم میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہیں۔ پمفلٹ میں چند اہم سوالات کیے گئے تھے مثلاً ''مغرب جنسی خبط میں کیوں مبتلا ہے؟'' اور کہا گیا تھا کہ ''مغرب ترقی پذیر ممالک اور ان کے خاندانوں کی خودمختاری اور عزت نفس پر حملہ کر رہا ہے۔ ان ممالک کو جہاں قحبہ گری پر پابندی ہے، تضحیک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔'' مغرب ہم جنس

پرست اور وسیع پیمانے پر اسقاط جیسے گھناؤنے ایجنڈے کے فروغ کے لیے کوشاں ہے۔

وہ 'حقوق' کی اصطلاح کا عجیب وغریب مطلب بیان کرتا ہے اور اس کے ذریعے دراصل ایک طرف وہ ترقی پذیر ممالک کی نوجوان نسل کو جنسی طور پر بے راہ روی کا شکار کرنا چاہتا ہے تو دوسری طرف انہیں والدین کی حفاظت سے نکال کر بے یارو مددگار چھوڑ دینا چاہتا ہے۔ 'جنسی حقوق' کی اصطلاح دراصل قحبہ گری کو فروغ دینے کے لیے استعمال کی جارہی ہے۔ ان کوششوں کا نتیجہ ان ترقی پذیر ممالک میں بھی تہذیبی انحطاط کی صورت میں نکلے گا جس نے مغرب کے خاندانی نظام کو تباہ کرڈالا ہے۔ اس سے ان معاشروں میں غربت اور جرم کی شرح میں اضافہ ہوگا اور ہمہ گیر اخلاقی بگاڑ رونما ہوگا۔

پمفلٹ میں مزید کہا گیا تھا کہ ''مغرب ترقی پذیر ممالک پر اپنا ہم جنس پرستی اور اسقاط کا ایجنڈا نافذ کرنے کی کوشش کوروک دے۔ ترقی پذیر ممالک کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنی اقدار کی حفاظت کرسکیں اور ان کے حق خودمختاری کو بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔''

☆ ......امریکی سفیر کا بیان: تقریباً 2 بجے دوپہر، امریکی سفیر نے وزارت داخلہ میں ایک بریفنگ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی دستاویزات میں جن اصطلاحات کے استعمال کی اقوام متحدہ میں سفارش کی ہے ہم ان سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ (یہ سفارشات امریکہ، جاپان، کینیڈا اور نیوزی لینڈ نے مشترکہ طور پر پیش کی تھیں)۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ملک میں ایک سے زائد مرتبہ ان اصطلاحات کو عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ بہرحال اپنے سخت کلمات کے باوجود انہوں نے CWA کی نمائندگان کو عزت واحترام سے نوازا۔

☆ امریکی سفیر نے میڈیلین البرائٹ تک پہنچانے کے لیے یادداشت وصول کی۔ CWA کی نمائندگان جولی نیف، وینڈی رائٹ اور ڈاکٹر جینس کروز نے انہیں یادداشت پیش کی جس پر تقریباً 3000 خواتین کے دستخط موجود تھے۔ یادداشت میں امریکی وفد سے کہا گیا تھا کہ امریکی گھر، شادی اور خاندان کی روایات و اقدار کا پاس رکھیں۔ یادداشت میں خاندان، بچوں اور عورتوں کے اصل حقوق کے خلاف نام نہاد انقلابیوں کی کوشش کی مذمت کی گئی تھی اور امریکی سفیر سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنی دستاویز میں ایسی اصطلاحات استعمال کریں جو خاندان اور عورت کے اصل حقوق کی نمائندگی کرتے ہوں۔ ڈاکٹر کروز نے سفیر تارویلین سے بالمشافہ درخواست کی کہ وہ امریکی وفد کے ارکان کو خاندان کی حامی اصطلاحات کے استعمال پر ابھاریں۔ سفیر نے دفاعی رویہ اختیار کیا۔ جب مس نیف نے سفیر صاحبہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کا نقطۂ نظر بھی سنا اور ان کے خیالات کو احترام سے نوازا ہے' تو سفیر نے کہا کہ ''میں یقیناً آپ کی یادداشت سیکرٹری سٹیٹ میڈیلین البرائٹ تک پہنچا دوں گی۔''

☆ اسقاط کے حامی گروہوں نے خاندان کے حامی وفود پر کھلی تنقید کی۔ مخالف گروہوں نے خاندان کے حمایتی وفود کو دخل درمعقولات کرنے والے اور تکلیف دینے والے اور متفقہ دستاویز کی راہ میں حائل رکاوٹ جیسے القابات سے یاد کیا۔

ہندوستان سے تعلق رکھنے والی خاتون پروفیسر گیتا سین نے جن کا تعلق خواتین کی ایک تنظیم سے ہے، عراق، لیبیا، نکاراگوئے، ویٹیکن اور سوڈان جیسے ممالک کو متفقہ دستاویز کی تشکیل کی راہ میں حائل رکاوٹ قرار دیا۔ سین نے کانفرنس سے اپیل کی کہ وہ اتفاق رائے سے دستاویز کی منظوری دیں اور اس غیراہم اقلیت کے تحفظات کو بھی بحث

ومباحثہ کے ذریعے دور کیا جائے۔ اسی رویے کے باعث ترقی پذیر اقوام اپنے خیالات کو پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ سپین نے قوام متحدہ سے درخواست کی کہ مذاکرات اور مباحثے کو اتفاق رائے ہونے تک جاری رہنا چاہیے۔

☆ ایسوسی ایٹڈ پریس نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا کہ خاندان کی حمایت کرنے والی خواتین کو کسی قابل ذکر ملک کی حمایت حاصل نہیں ہے جب کہ اسقاط کی حامی خواتین کو کئی وفود کی حمایت حاصل ہے۔ دراصل ہم خاندان اور زندگی کی حامی خواتین کی فہرست اس لیے مرتب نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں اندھیرے میں رکھا جارہا ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ ''تولیدی صحت'' اور ''جنسی حقوق'' کی اصطلاحات کی آڑ میں ان کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے۔ اس لیے وہ یہ جاننے سے قاصر رہتی ہیں کہ کس بات پر احتجاج کیا جائے۔

ایک ترقی پذیر ملک کی نمائندہ خاتون کو جب یہ معلوم ہوا کہ ''تولیدی صحت'' کی اصطلاح کے مفہوم میں اسقاط حمل بھی شامل ہے تو وہ خوف زدہ ہوکر روتی ہوئی ہمارے پاس آئی تا کہ اس اصطلاح پر بحث کی جائے اور اس کی بہتر تعریف کا مطالبہ کیا جائے۔

ایک دوسری نمائندہ خاتون نے کہا کہ اس رویے کا مطلب یہ ہے کہ خاندان کی حامی این جی اوز حقائق کی حمایت کررہی ہیں۔ اس وفد نے محسوس کیا کہ اس کا اصل مقام مغربی ممالک کے وفود کے درمیان نہیں کیونکہ ان کے اعتقادات عجیب وغریب ہیں۔

☆ خاندان کی حامی این جی اوز نے مبہم اصطلاحات کی وضاحت کی۔ امریکی وزارت داخلہ کی بریفنگ کے فوراً بعد خاندان کی حامی (Pro.family) این جی اوز نے ایک پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام گزشتہ کچھ ہفتوں سے جاری کارروائیوں اور ان میں سے اپنی پوزیشن کی وضاحت کی۔

کانفرنس سے فیملی والس (این جی او) کی کیتھرین بام فورتھ، انٹرنیشنل رائٹ آف لائف کی جین ہیڈ، کیتھولک یونیورسٹی آف ویمن ہوڈ کی ڈاکٹر صوفیہ اگورے، ورلڈ الائنس کی یون اوڈرے اور CWA کی ونیڈی رائٹ نے خطاب کیا۔ مس رائٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''پوری دنیا کے اندر خواتین کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے اور ان کا استحصال کیا جارہا ہے' لیکن بیجنگ پلس 5 کانفرنس میں مغربی وفود جن باتوں کا مطالبہ کررہے ہیں ان سے خواتین کے لیے صورت حال مزید خطرناک ہو جائے گی۔ عریانیت سے عورتوں پر زیادتی کے واقعات مزید بڑھ جائیں گے۔ قحبہ گری جائز قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ خواتین کی خرید وفروخت کی اجازت دے دی جائے اور اس طرح وہ بکاؤ مال بن کررہ جائیں۔ اسی طرح اسقاط حمل کی حامی خواتین کے حقوق کا تو واویلا کرتے ہیں لیکن دنیا میں آنے والی نسل انسانی کے حقوق فراموش کردیے جاتے ہیں کہ انہیں بھی دنیا میں آنے اور زندہ رہنے کا حق ہے۔ نام نہاد قانونی اسقاط بھی خواتین کو ذہنی وجسمانی بیماریوں میں مبتلا کردیتا ہے۔'' انہوں نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا: عریانیت، قحبہ گری اور اسقاط کسی طور بھی خواتین کے مفاد میں نہیں۔ ان سے بیماریاں پھیلتی ہیں اور تشدد اور بدسلوکی کے واقعات جنم لیتے ہیں۔

امریکی عوام نے اس قسم کی ناکام معاشرتی پالیسیوں کے نتائج دیکھ لیے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ کسی اور ملک میں بھی ایسی صورت حال پیدا ہو۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ مغربی ممالک اس سے بھی کہیں زیادہ کا مطالبہ کررہے ہیں جو کچھ امریکہ میں ہورہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عریانیت، قحبہ گری اور اسقاط پر عائد ہر طرح کی پابندیاں ختم کردی جائیں۔''

پریس کانفرنس میں بتایا گیا کہ حال ہی میں امریکی کانگریس کے 23 ممبران نے ایک خط پر دستخط کیے ہیں جس میں امریکی وفد کی تمام خواتین کی اسقاط حمل تک رسائی ممکن بنانے کی کوشش کو خطرے کی گھنٹی قرار دیا گیا ہے۔

خط میں کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنسی حقوق کی جس اصطلاح کا تذکرہ کیا جارہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف ہم جنس پرستوں کے لیے خصوصی حقوق وضع کیے جائیں بلکہ بچوں کو بھی آزادانہ جنسی اختلاط کے مواقع فراہم کیے جائیں، علاوہ ازیں قحبہ گری کو بھی جائز قرار دیا جائے۔

کانگریس کے اراکین نے اس خط کو 188 اسمبلی ممبران کو بھی بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ یورپی پارلیمنٹ کے 25 ممبران نے بھی اقوام متحدہ کو اسی قسم کا خط لکھا ہے۔

انڈی پنڈنٹ ویمن فورم کی طرف سے جاری کردہ ایک حقائق نامے میں بتایا گیا کہ محض مترادف الفاظ آجانے سے سارا مفہوم کیونکر تبدیل ہوجاتا ہے۔ کرسٹائن سٹولیا نے بیوروکریسی کی زبان کے اس کارنامے کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ پانچ برس قبل امریکہ کی خاتون اول ہیلری کلنٹن نے بیجنگ کانفرنس میں کہا تھا:

''عورتوں کے حقوق انسانی حقوق ہیں اور انسانی حقوق عورتوں کے حقوق ہیں۔''

اقوام متحدہ کے زیراہتمام چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین میں ان ناقابل تردید الفاظ کی ادائیگی مبہم تھی۔ ان الفاظ کے پردے میں جو تبدیلیاں کی جارہی تھیں وہ بہت معنی خیز تھیں۔ مثال کے طور پر ''ماں'' (Mother) کے بجائے جو لفظ حتمی دستاویز میں شامل کرانے کی کوشش کی گئی وہ ''خیال رکھنے والی'' یا (cargiver) کا تھا۔ اور خاندان (Family) کی جگہ جو لفظ استعمال کیا گیا وہ House hold تھا۔

بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن کی قانونی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں تھی کہ یہ اقوام عالم کا ایک عزم یا ارادہ تھا جو انہوں نے بیجنگ میں اجتماعی طور پر ظاہر کیا کہ وہ عورتوں کی مساوات کے لیے کام کریں گی۔ حقیقت میں اس پلیٹ فارم نے عورت کی پیش رفت کے لیے ایک مخصوص ذریعے کا کام کیا۔ یہ دراصل تحریک نسواں کو انقلابی طور پر متحرک کرنے کا راستہ تھا جو عالمی کانفرنس کے ذریعہ اختیار کیا گیا۔ انسانی حقوق کے الفاظ کو ہر معاشرے میں قبول کیا جا چکا تھا اور لومڑی کو بکری کی کھال پہنا کر عام آدمی کو دھوکہ دینا مقصود تھا۔ اس کے پردے میں بیجنگ کی حمایت کرنے والوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے ایجنڈے کو اقوام متحدہ اور امریکی حکومت کے انتظامی امور کا حصہ بنا کر ان دونوں اداروں کی ایجنسیوں کے ذریعہ پورا کرنا چاہتے تھے۔ کلنٹن انتظامیہ خود اس کھیل میں شامل تھی اور وہ ''اداراتی تبدیلی'' کے نام پر بیوروکریسی کی زبان استعمال کرتے ہوئے ان مقاصد کی تکمیل چاہتی تھی جو ابھی پس پردہ تھے۔

پلیٹ فارم برائے ایکشن کے بارے میں بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ دستاویز دراصل عالمی تحریک نسواں کی سب سے زیادہ طاقتور ترجمانی تھی اور امریکہ میں اس کے حامیوں کو آگے بڑھانے اور ان کے مقاصد طے کرنے کی حکمت عملی تھی۔ یہ بہت خوبصورت الفاظ کا مرقع تھی۔ اس کے حامیوں کا دعویٰ تھا کہ یہ غیر متنازعہ دستاویز ہے اور اس میں بیان کیے گئے عزائم کسی غرض پر مبنی نہیں بلکہ بہت سادگی لیے ہوئے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ اس میں بیان کردہ ہر بات غلط نہیں تھی۔ تعلیم تک یکساں رسائی، ووٹ کا مساوی حق، قرضوں کی منصفانہ فراہمی، اپنا شریک زندگی پسند کرنے کا اختیار ان سب میں سب کچھ غلط نہیں تھا۔ لیکن ساتھ ہی اس دستاویز میں کہا گیا تھا کہ جنسی تناظر میں تمام پروگراموں اور پالیسیوں میں

جنس کی مرکزیت قائم کی جائے گی۔ آخر جنس کے تناظر میں مرکزیت کا قیام کیا معنی رکھتا ہے؟

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو اس پلیٹ فارم میں جنسی برابری کا تصور مغرب کے تصورات کی مکمل ترجمانی ہے۔ ہارورڈ میں قانون کی پروفیسر میری این گلینڈن ویٹی کن کی نمائندگی کر رہی تھیں۔ انہوں نے لاس اینجلس ٹائمز میں اپنے تجزیے میں لکھا کہ ''بیجنگ میں وہ لوگ چھائے ہوئے تھے جو چاہتے تھے کہ تمام عورتوں کو اس تحریک نسواں کے پیروکاروں میں تبدیل کر دیں جو دورِ جدید میں بالکل مردہ ہو چکی ہے۔''

پلیٹ فارم میں عورتوں میں شرح خواندگی پر بہت کم توجہ دی گئی ہے لیکن جنسی مساوات میں پیش رفت کے لیے عورتوں کی تعلیم میں اضافے اور تمام شعبہ جات میں جنسی مساوات پر تحقیق کے نتائج کے ذریعہ عورت کو آگے بڑھانے کی بات کی گئی ہے اور ان تمام شعبہ جات میں معاشی، سائنسی اور ٹیکنالوجی کے شعبہ جات بھی شامل ہیں۔ گویا ان نتائج سے اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین ہی مستفید ہو سکیں گی اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ جنسی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنا تعاون پیش کریں اور انہی موضوعات پر تحقیق و مطالعہ کریں۔ اس طرح یہ بات کہی گئی ہے کہ ایسی قیادت کی فراہمی اور تربیت کا اہتمام بھی کیا جائے جو اپنی انا کو سامنے رکھے اور یہ قیادت عورتوں اور لڑکیوں کی تربیت کرے اور لڑکے بھی اس سے مخصوص جنسی تناظر میں تربیت لے سکتے ہیں تاکہ ان میں بھی جنس کے تنوع کے حوالے سے کردار پیدا کیا جا سکے۔

پلیٹ فارم برائے ایکشن میں کہا گیا ہے کہ اساتذہ، تعلیمی اداروں کے لاؤنج اور مروجہ ٹیکسٹ بک عورتوں کی برابری کی دشمن ہیں۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی گئی ہے:

''نصاب تعلیم اور اساتذہ کو فراہم کیا جانے والا مواد جنس کی جانب زیادہ تر متعصّبانہ نظر رکھتا ہے۔ جن اساتذہ کو جنسی حساسیت کے حوالے سے تربیت نہیں دی جاتی وہ 'لڑکیوں کی خودداری' کو تباہ کر دیتے ہیں۔''

اس طرح سے جنسی تعلیم اقوام متحدہ کے ایجنڈا میں بہت بلند مقام رکھتی ہے۔ پلیٹ فارم میں کہا گیا ہے کہ ''لڑکیوں کو جنسی اور تولیدی صحت کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ اگر اس میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے تو ایسی تعلیمی انتظامیہ کام دکھا جاتی ہے جو مقاصد کو تباہ کر دیتی ہے۔ اگر یہ تعلیم دی جائے تو وہ تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں جو حاملہ نابالغ لڑکیوں اور بالکل نوجوان ماؤں کو سکول جانے سے روکتی رہتی ہیں۔''[۴]

پلیٹ فارم میں مزید کہا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان تعلقات میں انقلابی تبدیلی اس طرح سے ہو کہ دونوں میں مساوات اور مکمل پارٹنر شپ ہو۔ مساوات کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے لیکن دونوں کے تعلقات میں ''انقلابی تبدیلی'' کے کیا معنی ہیں؟ جب غور کیا جائے تو پہلا تاثر یہ ابھرتا ہے کہ یہ ''ماں'' کے خلاف پہلا قدم ہے کہ عورت ماں بنے یا ماں کا کردار ادا کرے۔ جبکہ اکثریت کا خیال ہے کہ یہ ایک عمومی بات ہے۔ درحقیقت بیجنگ پلیٹ فارم میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اختیار اور قوت تو گھر سے شروع ہوتی ہے۔ عورت گھریلو ذمہ داریاں ادا کرتی ہے اور یہ کردار مساوات مرد وزن کے تصور کے منافی قرار پاتا ہے۔ اس طرح یہ پیغام دیا گیا ہے کہ عورت مکمل شہری نہیں ہے۔ وہ مکمل ملازمت اور مکمل معاوضہ بھی حاصل نہیں کر پاتی۔

حال ہی میں ہیلری کلنٹن نے اس خیال کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ عورت کیا چاہتی ہے؟ یہی

۴۔ سمیحہ راحیل قاضی: ماہنامہ آئین، ستمبر ۲۰۰۰ء

کہ وہ معاشرے میں ایسا موقع پائے کہ وہ بھی کام کرے اور مردوں کی طرح سے مکمل معاوضہ اور کام حاصل کر سکے۔ لیکن خاندان اور خانگی ذمہ داریاں اس کے اس کردار کو ضرب لگاتی ہیں۔

ہیلری کہتی ہیں: ''عورتیں بچوں اور بوڑھوں کی دنیا بھر میں دیکھ بھال کرتی ہیں لیکن کام کی قدر نہیں ہوتی۔ ماہرین اقتصادیات اسے کسی زمرے میں نہیں لاتے، تاریخ دان اسے اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی ثقافت یا حکومتی لیڈر ہی اس کے کردار کو تسلیم کرتے ہیں۔''

امریکہ کی خاتون اول نے یہ حقیقت سامنے نہیں رکھی کہ عورت کی سب سے پہلے حفاظت تو خاندان کرتا ہے، اس کی قدر یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ ان کے ذہن میں یقیناً ڈنمارک کے ڈے کیئر سنٹر ہوں گے۔ اس کا انہوں نے حوالہ بھی دیا کہ ''میں نے ڈنمارک میں کام کرنے والے والدین سے ملاقات کی ہے۔ وہ اس بارے میں بات کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کی ان مراکز میں محفوظ تخلیقی اور بہتر حفاظت کی جاتی ہے۔'' انہوں نے اس بات کو فراموش کر دیا کہ بچے کو محض حفاظت ہی تو درکار نہیں ہے۔ اسے محض آیا کی نہیں بلکہ ممتا کی بھی ضرورت ہے۔ اسے مرکز کی چار دیواری نہیں بلکہ گھر کا ماحول اور والدین کے پیار کی گرمی بھی چاہیے۔

بیجنگ میں خاندان کو ایک ایسی رکاوٹ کے طور پر دیکھا گیا تھا جو عورت کی پیش رفت میں بڑی رکاوٹ ہے۔ مساوات کا پیمانہ معاشی خودمختاری اور خاندان کی ذمہ داریوں سے آزادی ہے۔ پاکستان کی سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے بیجنگ میں اپنے افتتاحی خطاب میں کہا تھا کہ ''یہ پلیٹ فارم روایتی خاندان کے کردار کے حوالے سے بہت کمزور ہے۔'' ماں اور خاندان کے الفاظ بہت طویل مذاکرات کے باوجود حتمی دستاویز میں شامل کرنا پڑے تھے کیونکہ مذہبی گروہوں نے ان الفاظ کے اخراج پر شدید احتجاج کیا تھا۔

پلیٹ فارم پر سب سے زیادہ سخت اعتراض ویٹی کن کی طرف سے ہوا تھا۔ ویٹی کن نے فیملی کے تصور پر اعتراض کیا تھا۔ اس اعتراض کے باوجود پلیٹ فارم میں یہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ ''خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے جو شادی سے وجود پاتی ہے اور یہ میاں بیوی کے درمیان مساوی حصہ داری ہے۔''

گرل چائلڈ/ نوعمر لڑکی

آج کل آپ نے یہ لفظ بہت سنا اور پڑھا ہوگا اور اگر کسی نے نہیں سنا یا پڑھا تو چلیں آج سنتے ہیں کہ اس لفظ کی آڑ میں ہماری اقدار پر حملوں کی کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔

ہم جب اقوام متحدہ کے خصوصی اجلاس بیجنگ پلس 5 میں شرکت کے لیے نیو یارک گئے تو عورت کے حوالے سے انہوں نے 12 موضوعات منتخب کیے تھے کہ اس پر اقوام عالم نے کیسے کیسے عمل کرنا ہے اسی میں ایک موضوع Girl child بھی تھا۔ ہم نے اس حوالے سے منعقد کیے گئے مختلف اجلاسوں میں شرکت کی اور اس میں بڑے خوف ناک حقائق پر مبنی معلومات حاصل کیں۔ ہمیں پتہ چلا کہ مغرب میں تو بچوں کی معصومیت اور پاکیزگی کو اس طرح سے ختم کیا گیا ہے کہ اب ان کے بڑے سر جوڑ کر بیٹھے ہیں کہ اس تہذیب جدید کی خطرناک بلاؤں سے اپنے معصوم بچوں اور بچیوں کو کیسے بچائیں اور کیسی پناہ گاہیں تعمیر کریں۔

امریکہ کی ایک ریاست UTAH میں امریکہ کی مشہور پرائیویٹ یونیورسٹی Brigham Young یونیورسٹی کا

مطالعاتی دورہ کیا اور ایک World Family Policy Forum میں شرکت کی۔ وہاں پورے امریکہ اور پوری دنیا سے مشہور یونیورسٹی کے پروفیسرز نے اپنے اپنے ممالک میں اپنی نوجوان نسل کے مسائل اور ان کے حل کے بارے میں بڑے معلوماتی لیکچرز دیے۔ اس سے یہ راز کھلا کہ آج جو پوری دنیا میں مسلمان ممالک میں سب سے زیادہ فیملی پلاننگ اور اسی طرح کی تعلیم اور میڈیا کے فحش کردار پر اتنا زیادہ زور دیا جا رہا ہے تو وہ کیوں؟

اس کی وجہ یہ سامنے آئی کہ مغرب کو اندازہ ہوگیا ہے کہ ان کا تو خاندانی نظام تباہ وبرباد ہوگیا ہے، صحت اور سہولتوں کی فراوانی کی وجہ سے اوسط عمر بڑھ رہی ہے اوران کی Replacement کے لیے نئی نسل وجود میں ہی نہیں آ رہی۔ لہٰذا بچوں اور جوانوں کی تعداد بہت کم اور ادھیڑ عمر لوگوں کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف امت مسلمہ کا الحمدللہ خاندانی نظام ابھی تک ان کے حملوں کے باوجود باقی ہے اس لیے آئندہ پچاس برسوں میں دنیا میں مسلمان بچوں اور نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی اور ہمیں اگرچہ اس میں بڑے خطرات کا سامنا ہے مگر ہماری نوجوان نسل کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، خاص طور پر بچیوں کی، ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے خوبصورت آخری آسمانی ہدایت سے نوازا ہے۔ حضور نے ان کو آبگینے یعنی Crystals اور کانچ سے تشبیہہ دی ہے۔ ان کی اچھی پرورش پر جنت کی ضمانت دی ہے۔ اگر ہم قرآن کریم اور سیرت رسول کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں علم ہوگا کہ عورت اور خاص طور پر گرل چائلڈ کے قرآن وسنت میں کتنے عظیم حقوق ہیں۔

مگر آج اپنے معاشرے کو دیکھیں تو ایک طرف یہود وہنود کی تہذیبوں کی یلغار ہے اور ایک طرف اسی جاہلی معاشرے کی روایات ناگ کی طرح بچیوں کے سروں پر پھن پھیلائے کھڑی ہیں۔

جدید تہذیب کے ثمرات بچیوں کے سامنے اس صورت میں آئے ہیں کہ ان کی عفت اور پاکیزگی اور معصومیت ان سے چھن گئی ہے۔ ہم نے نیویارک کی سڑکوں پر 12 اور 13 سال کی بچیوں کو اپنے ننھے ننھے بچوں کو اٹھائے ہوئے سکول جاتے دیکھا اور دل لرز اٹھا۔ ہر ہائی اسکول کے ساتھ ڈے کیئر سنٹر بنا ہوتا ہے' جہاں یہ بچیاں اپنے بچوں کو چھوڑ کر پڑھنے جاتی ہیں اور واپسی پر وہاں سے اٹھاتی ہیں۔ کوئی تحفظ نہیں' کوئی کفالت نہیں۔ بلوغت کے بعد انہیں کہہ دیا جاتا ہے کہ اب گھر سے نکل جاؤ، خود کماؤ، خود کھاؤ اور جو چاہو کرو۔ اب یہاں پر بھی بچوں سے یہ نعرے لگانے کو کہا جاتا ہے کہ جیسے چاہو جیو، مزے اڑاؤ، عیش کرو۔

کچھ عرصہ قبل سویڈن کی ایک لڑکی اپنے Thesis کے سلسلے میں ہمارے ہاں آئی۔ یہاں ہمارے ایک کالج' جس میں دینی ودنیاوی تعلیم کا ایک امتزاج ہے کہ میٹرک کے بعد اس کو قرآن وحدیث ترجمہ وتفسیر سے پڑھایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ایف اے کا امتحان بھی دلوایا جاتا ہے اور دو سال میں انٹر کے ساتھ ساتھ عالمہ بھی بن چکی ہوتی ہے۔ یہاں وہ visit کے لیے آئی اور ایک کلاس' جس میں پندرہ سے لیکر بیس سال تک کی بچیاں شامل تھیں' اس پر تحقیق کی۔ اس نے بعد میں جو اپنے تاثرات لکھے وہ یہ تھے کہ میں جہاں بھی گئی مسلمان بچیوں کے چہروں پر وہ معصومیت دیکھی جو کہ اس عمر میں ہمارے ہاں بالکل ناپید ہو چکی ہوتی ہے۔ انہی خیالات کا اظہار امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے بھی اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر کیا تھا۔

چونکہ ابھی تک ہمارے معاشرے میں اسے ایک قیمتی موتی کی طرح سنبھال کر رکھا جاتا ہے میں ہمیشہ بچیوں سے ایک بات کرتی ہوں کہ جتنی قیمتی چیز ہوتی ہے اس کو اتنا ہی لپٹا لپٹا کر سیف میں اور لوگوں کی نگاہوں سے بچا کر رکھا جاتا ہے

اور جتنی معمولی چیز ہوتی ہے اتنا ہی اسے فٹ پاتھوں اور بازاروں میں سرعام رکھا جاتا ہے۔ Girl child اسلامی معاشرے میں ایک قیمتی موتی کی حیثیت رکھتی ہے اس کی حیا' اس کی عصمت ، اس کے وجود کی ایک قیمتی چیز کی طرح حفاظت کی جاتی ہے۔ اسے باپ' بیٹے' بھائی کی صورت میں بلا معاوضہ باڈی گارڈ مہیا کیے جاتے ہیں۔ وہ مردنما عورت بن کر معاش کے لیے ماری ماری نہیں پھرتی بلکہ اس کو کفالت کا ایک بھرپور نظام میسر ہے کہ اسے ہر حال میں اس کے باپ بیٹے بھائی یا شوہر کھلاتے پلاتے اور حفاظت مہیا کرتے ہیں۔ بدلے میں وہ بھی اپنی ساری محبتیں اور فاقتیں ان پر نچھاور کرتی ہے۔

اب Beijing کے ایجنڈے میں عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے حریف اور مقابل کی صورت میں نبرد آزما ہونے پر اکسایا گیا ہے۔ بچی کو کہا جا رہا ہے کہ تم اپنے وجود اپنی زندگی کی خود مالک ہو' جیسے چاہو جیو، جس کے ساتھ چاہو رہو اور اپنے وجود کو جیسے چاہو استعمال میں لاؤ۔ تمھیں کسی کی حفاظت' اجازت اور خیال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقوق کے نام پر مادر پدر آزادی اور انسان کے نام پر حیوان کا طرز زندگی ؟ یہ ہمیں کس سمت لے جایا جا رہا ہے؟ اس سے آگاہ رہنے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیں اس شیطانی تہذیب کا مقابلہ ہم صرف قرآنی تہذیب سے کر سکتے ہیں۔ قرآن عظیم الشان سے پہلے کا معاشرہ جاہلی تھا لوگ کہتے ہیں آج جدیدیت اور ماڈرن ازم کا دورہ ہے۔

مصر کے نامور عالم سید قطب شہید نے اپنی کتاب جدید جاہلیت میں لکھا ہے کہ آج عریانیت' فحاشی' شراب نوشی اور آزادی کو ماڈرن ازم کہا جاتا ہے حالانکہ عرب کے اس معاشرے پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں یہ چیزیں اس تہذیب کا جزو لاینفک نظر آتی ہیں' حالانکہ ہم اسے ''جاہلیت'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ انسان جب بھی خدا اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر مبنی تہذیب سے لاتعلق ہو تو وہ جاہل کہلائے گا' چاہے وہ قدیم جاہل ہو یا جدید جاہل۔ [5]

ہمیں اس جدید جاہلیت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ اسلام میں غالب تہذیب ہونے کے سارے آثار پائے جاتے ہیں اور قرآن ہمیں کہتا ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [6] ''اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔''

ہم نے اس اقوام متحدہ کے ایجنڈے کو قبول نہیں کرنا۔ اس کے آگے اپنے کردار کی مضبوطی سے وہ بند باندھنے ہیں کہ دشمنوں کی ساری سازشیں ناکام ہو جائیں اور ہم اپنے طرز زندگی سے یہ ثابت کر دیں کہ ہم ان حقوق پر بالکل مطمئن ہیں جو اسلام ہمیں عطا کرتا ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

زِشام ما برون آور سحر را
زِ قرآن بازخوان اہل نظر را
تو می دانی کہ سوز قرأت تو
دگرگون کرد تقدیر عمرؓ را [7]

اے بچی! میری امت کی تاریک رات میں سے سپیدہ سحر کی خوشخبری سنا دے۔ اہل نظر کو پھر سے قرآن سے آشنا کرا دے۔ کیا تجھے علم نہیں ہے کہ تمہاری قرأت کے سوز نے حضرت عمرؓ کی تقدیر بدل دی تھی؟

ہاں! یہ ایک بہن تھی جس نے عمر کو سیدنا عمرؓ بنا دیا جو بعد میں فاروق اور امیر المؤمنین کے نام سے پکارے گئے۔

۵۔ سید قطب شہید، جاہلیت جدیدہ، ص ۱۲ ۶۔ آل عمران ۳:۱۳۹

۷۔ علامہ محمد اقبال، ارمغان حجاز، دختران ملت۔ ۱۲، آخری رباعی، ص ۹۷۶/۹۴

اور پھر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

بہل اے دخترک این دلبری ہا
مسلمان رانہ زیبد کافری ہا
منہ دل بر جمال غازہ پرور
بیاموز نگہ غارت گری ہا۔ ۸

اے بچی! یہ ناز و انداز اور جدید زمانے کے فیشن اور سنگھار چھوڑ دے۔ مسلمان بچی کو کافروں کے ناز و انداز اپنانے زیب نہیں دیتے۔ اپنے کردار سے لوگوں کے دل کو مسخر کرنا سیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ مسلمان عورت کو پھر سے یہ کردار ادا کرنے کی توفیق بخش دے۔

بیجنگ کانفرنس کی دسویں سالگرہ

حقوقِ نسواں کی عالمی تحریک میں 1995 میں منعقد ہونے والی بیجنگ کانفرنس اور اس کے نتائج میں منظر عام پر آنے والی سفارشات کی دستاویز بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن جسے BPFA کہا جاتا ہے' کو ایک اہم سنگ میل کی حیثیت دی گئی ہے۔ نیویارک میں 2000ء میں منعقد ہونے والی عالمی خواتین کانفرنس جو کہ اقوام متحدہ کے خصوصی اجلاس کے طور پر منعقد کی گئی تھی کو بیجنگ پلس فائیو کا نام دیا گیا تھا اور 2005ء میں دسویں سالگرہ کی تقریبات کو Beijing+10 کا نام دیا گیا۔

بیجنگ کی اس دستاویز میں عورت کی ترقی کے لیے 12 میدان کار کی نشاندہی کی گئی ہے جو کہ عورت اور غربت' تعلیم' صحت' تشدد' مسلح تصادم' ماحول' لڑکی' انسانی حقوق معیشت' فیصلہ سازی' ادارہ جاتی نظام اور میڈیا کے عنوانات کے تحت مخصوص کیے گئے ہیں۔

اقوام متحدہ میں رجسٹر بیشتر ملکوں نے اس دستاویز کی توثیق کی ہے اور بڑے بڑے گروپس کی صورت میں اس پر عملی موقف کی صورت گری کرتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا گروپ G 7 ہے' جو غریب اور ترقی پذیر ملکوں پر مشتمل ہے۔ پاکستان بھی اس میں شامل ہے۔ Jascnaz جس میں جاپان' چین جیسے ممالک شامل ہیں' یورپی یونین کے ایک گروپ کی صورت میں کام کرتی ہے۔ ''او آئی سی'' بھی خال خال کسی موقف کی صورت میں نظر آجاتی ہے۔ افریقی ممالک اور pacific ocean کے ممالک بھی اپنے گروپس میں نظر آجاتے ہیں مگر ایک اہم کردار ویٹکن سٹی کے گروپ HoIy See کا ہے جو اپنے موقف کی اشاعت میں بہت ہی سرگرم عمل ہوتا ہے اور جس کا موقف حیرت انگیز طور پر مسلم اُمہ کے تہذیبی اور معاشرتی اقدار کے مطابق ہوتا ہے۔ بطور مجموعی عورت کی ترقی کے لیے ہر گروپ اور ہر تحریک کوشاں نظر آتی ہے۔ اس پروگرام اور اس کے 12 میدان کار سے کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا' مگر اِس کے طریق کار اور نفاذ کے عملی پروگرام سے شدید اختلاف ہر جگہ اور ہر صورت میں پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کے خلاف امتیازی قوانین کے معاہدہ اور اس دستاویز کو امریکہ نے نہ تسلیم کیا ہے' نہ اِس پر دستخط کیے ہیں۔ بقول اقبالؒ

عالم ہمہ ویرانہ زچنگیزیٔ افرنگ ۹

۸۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، ارمغان حجاز، دختران ملت۔ پہلی رباعی، ص ۹۷۶/۹۲

۹۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، زبور عجم، حصہ دوم، صفحہ ۳۹۶/۵۲

سارا عالم' مغرب کی چیرہ دستیوں سے ویرانہ بنا ہوا ہے۔ وہ ساری دنیا کو گلوبلائزیشن کے ذریعہ یک رنگی، یک ثقافتی اور یکساں تہذیب کو اپناتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ ایک ملک میں بھی ہر خطے کی ثقافت' زبان اور رسم ورواج الگ الگ ہیں۔ صدیوں سے بنی ان روایات اِن تہذیبوں کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے اور بات جب اسلامی اقدار وروایات کی ہو جو صرف مذہب نہیں بلکہ طریق زندگی ہے۔ یہ ایک ارب انسانوں کا اوڑھنا بچھونا ہے' اُن پر ایک اجنبی تہذیب کو مسلط کرنا دیوانے کا خواب ہی ہے۔

وطن عزیز میں پچھلے چند سالوں میں اُن لوگوں نے پھر پر پرزے نکالنا شروع کیے ہیں جو کمیونزم کے زوال کے بعد دبک گئے تھے۔ ان پرانے شکاریوں نے نیا جال این جی اوز کلچر کے نام پر متحرک کیا ہے اور ہر جگہ پر اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کی ہے مگر عورت اور قانون اُن کا خاص ہدف ہے۔ ہمارا دستور' ملکی قوانین اور خواتین کی ترقی کی وزارت مکمل طور پر ان کی دسترس میں ہے۔ ان این جی اوز کی بھرپور کوشش ہے کہ وزارت ترقی خواتین ان کی چراگاہ بنی رہے اور پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر ہی ان کی ساری رپورٹیں اور ساری سفارشات بے خبر اور معصوم پاکستانی عوام کی طرف سے اقوام متحدہ جاتی رہیں۔

کچھ عرصہ پہلے ایک مشاورت میں اس وقت کے وزیراعظم جناب شوکت عزیز نے وعدہ کیا تھا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں کریں گے۔ اس بات کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم نے پاکستان کی اکثریتی خواتین کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مطالبہ کیا کہ وزارت ترقی خواتین کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ سیڈا اور BPFA کے لیے پاکستان سے جانے والی رپورٹ پارلیمنٹ میں منظوری کے بغیر جانے نہ دی جائے۔ ویسے بھی عوام کا استحقاق ہے کہ ان کے منتخب نمائندوں کے ہوتے ہوئے ان کی منظوری کے بغیر رپورٹ باہر نہ جائے۔

دوسری افسوس ناک حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی عوام کے خون پسینے کی کمائی سے چلنے والی وزارتیں آج کل ایسا پلیٹ فارم بن گئی ہیں جس میں کھلے عام شعائر اسلام اور دین کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور مشاورت کے نام پر مغرب زدہ این جی اوز کے نمائندوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ ایک ہی مکتبۂ فکر کے لوگوں کو اکٹھا کر کے consultation کا نام دیا جاتا ہے اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں کھانوں اور گپ شپ میں وطنِ عزیز کے مفادات کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔ اس نازک صورتحال میں اس ملک کے نظریے اور اقدار سے محبت کرنے والوں کا فرض اولین بنتا ہے کہ ایسے عناصر کا سختی سے احتساب کریں۔ لادین تہذیب کی اس یلغار کے لیے متحدہ ہو کر سوچ بچار کریں تاکہ ہم متبادل حکمت عملی ترتیب دیں سکیں۔ صرف زبانی احتجاج سے کچھ کام نہیں بنتا۔ اب عملی اقدامات کی ضرورت ہے کہ ہم اقوام متحدہ میں دنیائے عالم کو یہ باور کراسکیں کہ مسلمان ایک امن پسند، مہذب اور شائستہ قوم ہیں۔ اخوت اور رواداری ان کے دین کی بنیاد ہے۔ عورت کو ایک باعزت اور محترم مقام حاصل ہے اور وہ خلا میں نہیں رہتے، اس دنیا کی حقیقت ہیں۔

عراق اور افغانستان میں مغرب کا دوغلا پن دیکھ لینے کے بعد تو مسلمانوں کے اندر ایک شدید ردِعمل پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے صدمے کو قوت میں تبدیل کرنے کی ٹھان لی ہے اور سب سے بڑھ کر اس کائنات کے خالق کی اپنے محبوب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ آخری آسمانی ہدایت ہمارے پاس ہے جس میں واضح بشارت ہے کہ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا [10]

۱۰۔ نظم مولانا ظفر علی خان

اس دین نے غالب ہونا ہے۔ساری انسانیت نے اس کی پناہ میں سکون وآرام پانا ہے مگر ہم ہی وہ خوش نصیب کیوں نہ ہوں جن کے حصے میں یہ اعزاز آئے اور ہم ہی کیوں نہ بیجنگ کی دستاویز میں دی گئی عورت کی ترقی کی تجاویز کو اپنے تہذیبی تشخص کے تناظر میں اقوام عالم کی نذر کرسکیں۔ تاکہ ہم اپنے خاندان کے ادارے کا بھی تحفظ کرسکیں اور عورت کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرسکیں۔

بیجنگ پلس 10 کا سوال نامہ

خواتین کے بارے میں بین الاقوامی کانفرنس کے حوالے سے حکومتوں کا کردار

خواتین کے حقوق کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر مغربی قیادت میں لبرل ازم کا سفر جاری ہے۔ 2000ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا پورا اجلاس اس کام کے لیے وقف تھا' جس میں ایک حتمی دستاویز منظور کی گئی تھی۔ یہ 1995ء میں ہونے والے بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن یعنی اعلان بیجنگ پر عمل درآمد کا جائزہ اور آئندہ کے لیے حکمت عملی کا پورا نقشہ تھا۔ خواتین کے مقام کے بارے میں اقوام متحدہ کے کمیشن کے اجلاس اس کا جائزہ لینے کے لیے منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ مارچ 2004ء میں ایک اجلاس جو کمیشن کا 48واں اجلاس تھا' یکم سے 12 تاریخ تک منعقد ہوا۔ اس میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ اس قرارداد میں اس کے 49ویں اجلاس کی تیاریوں کے بارے میں تفصیلات طے کی گئیں۔ یہ اجلاس 2000ء کی طرح جنرل اسمبلی کا مکمل اجلاس تھا۔ اس میں جن دستاویزات کی بنیاد پر آئندہ کی حکمت عملی تیار ہوئی وہ یہ تھی:

☆ 26 جولائی 2001ء کو منظور ہونے والی اکنامک اینڈ سوشل کونسل کی قرارداد (1996/1) کے مطابق E/1996/26 کی دستاویز کے حاصل شدہ نتائج۔

☆ جنرل اسمبلی کی قرارداد 57/270B بتاریخ 23 جون 2003ء

☆ 1995ء میں منظور شدہ اعلان بیجنگ (بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن)

☆ 2000ء میں منظور شدہ 23ویں اجلاس جنرل اسمبلی کی حتمی دستاویزات کی روشنی میں جنرل اسمبلی کا اجلاس بیجنگ پلس ٹین (B10+) کہلاتا ہے۔

اس جلاس میں ان این جی اوز کو مدعو کیا گیا ہے جو اقوام متحدہ میں رجسٹرڈ ہیں۔ ان کی اس اہم اجلاس میں شرکت کے لیے طے شدہ، طریقہ کار اور شرائط یہ تھیں:

- ای سی او ایس سی کی قرارداد 2004/57
- ای سی او ایس سی کی قرارداد 2004/29

حکومتوں کو جاری کیا گیا سوال نامہ

بیجنگ پلس 10 کی تیاری کے لیے ایک سوال نامہ تیار کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے کو جن تصورات پر تیار کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں:

☆... بیجنگ میں 1995ء میں کانفرنس کا اعلامیہ یعنی بیجنگ پلیٹ فارم برائے ایکشن اور جنرل اسمبلی کے 23ویں اجلاس بیجنگ پلس 5 کی حتمی دستاویز۔

☆... خواتین اورلڑکیوں کودرپیش موجودہ چیلنجز اور مستقبل کی حکمت عملی۔

کمیشن اپنے جائزہ اورکام سے وضاحت کرے گا کہ ان تصورات کوعملی جامہ پہنانے میں کس قدر کامیابی ملی ہے، کہاں خلا باقی ہے، کن چیلنجز کا سامنا کیا گیا اورکن پرکام باقی یاجاری ہے۔ اس مقصدکے لیےکمیشن نے متعدد ذرائع سے بنیادی معلومات اوراعدادوشمارجمع کیے ہیں۔ ان میں سب سے اہم ذرائع یہ رہے:

☆.....رکن ممالک کے پلان آف ایکشن برائے مقام خواتین 1998ء اور 1999ء۔

☆....رکن ممالک کی جانب سے پیش کردہ رپورٹس جن میں 1995ء سے اب تک یہ جائزہ شامل ہے کہ خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے لیےحکومتوں نے کیا کام کیاہےاورکون سے قانون منظورکرائے ہیں۔

☆....12 اہم شعبوں میں کمیشن کے جمع کردہ اعدادوشمارجن میں ماہرین کے گروپوں کے اجلاس کے نتائج بھی شامل ہیں۔

☆....ہرملک سےخواتین کےحوالے سےعمومی جائزہ۔

☆....اقوام متحدہ کے Development Assistance Framework کےمطابق رپورٹس۔

☆....غربت میں خاتمے کی آئی ایم ایف کی حکمت عملی پرعمل درآمد کا جائزہ۔

☆....انسانی ترقی کی ملکی رپورٹس۔

☆.... میلینیم ترقی رپورٹس (Millennium Development Reports)

☆....اقوام متحدہ کے شماریاتی ڈویژن کے اعدادوشمار۔

☆.... آبادی ڈویژن کے اعدادوشمار۔

☆.... آئی ایل او، یونیسف اورورلڈہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹس۔

سوال کیاہے؟

یہ سوال نامہ حکومتوں سےخواتین کے بارے میں ان کی پالیسی، فیصلوں، اقدامات، عمومی حالات اور مستقبل کے پروگراموں کی تفصیل جاننے کے لیے جاری کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے پرعلاقائی اور عالمگیرسطح پرغور ہوگا اور پھرنئی حکمت عملی تیارکی جائے گی۔ اس سوال نامے کے چارحصے ہیں۔

☆ بیجنگ ڈیکلریشن میں جن 12 اہم شعبہ جات کا ذکر تھا، ان کی کیا کیفیت ہے، کیا کامیابی مل سکی ہے اور کیا کام نہیں ہوسکا۔

☆ ان کاموں کوکرنے کے لیےادارہ جاتی ترقی پرکس حدتک کام ہواہے۔

☆ وہ کون سی رکاوٹیں ہیں جنہیں دورنہیں کیاجاسکا۔

☆ جن شعبہ جات اور کاموں میں اوپر کے نکات میں احاطہ نہیں ہوسکا وہ کیا ہیں اوران کے لیے کیا بنیادی کام کیا گیا ہے۔

ہرکام کے ساتھ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ کون سے کام کیوں نہیں ہوسکتے یا ہو سکے، چیلنجز کون سے تھے اور حکومتوں نے ان کے خاتمے کے لیے کیا اقدامات کیے۔

طریقہ کارکیاہوگا؟

سوال نامہ میں پوچھی گئی معلومات کی نوعیت مقداری سے زیادہ تجزیاتی تھی۔ زیادہ زور اس پر دیا جائے گا کہ نفاذ کی حکمت عملی کیا رہی، کیا ترغیبات دی گئیں اور کیا اقدامات کیے گئے۔ ان کے ساتھ اعداد و شمار فراہم کرنا تھے جن سے معلوم ہو سکے کہ کس درجے تک صنفی تقسیم اور مساوات کا عمل آگے بڑھ سکا ہے۔ اعداد و شمار میں مرد اور عورت دونوں کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنا، جس سے تقابلی جائزہ مکمل ہو سکے گا۔

ان معلومات کی فراہمی کے لیے اقوام متحدہ کے دفاتر کے علاوہ پانچ ذیلی دفاتر کا ایڈریس دیا گیا جن میں فون اور ای میل بھی شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کا پتہ یہ ہے:

United Nations Division for the Advancement of Women, TWO UN PLAZA, ROOM 1250, New York 10017, USA, Fax: (212)963-3463, E-mail:daw@Un.org

ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک اس ایڈریس پر جوابات ارسال کر رہے ہیں:

Economic and Social Commission for Asia And The Pacific, Emerging Social Issue Division, UN Building Rejdamners Avence, Bangkok 10200 Thailand, Fax(66-2) 288 -1030/1000, E-mail: Kay. unescap@un.org

سوال نامہ حصہ اول

خواتین کو با اختیار بنانے اور صنفی مساوات کے لیے کیے گئے کام:

کامیابیاں، رکاوٹیں، چیلنجز اور ان کا مربوط جائزہ

راہنما سوالات:

اس بنیادی خیال کے تحت سوال نامہ کا پہلا حصہ تیار کیا گیا۔ سوالات یہ تھے، حکومتوں کے جوابات ان سوالات کے امور کا احاطہ کر رہے تھے۔

الف: کیا صنفی مساوات اور خواتین کو با اختیار بنانے کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے اور کس سطح پر اختیار کی گئی ہے؟
کیا اس کے نفاذ کے عمل کے لیے عملی منصوبہ تیار کیا گیا ہے؟
اس کی نگرانی کے لیے کیا طریقے وضع کیے گئے ہیں اور کون سے عوامل اور اداروں کو اس کے لیے جواب دہ بنایا گیا ہے۔ کیا اعلیٰ ترین سطح پر کوئی قومی رابطہ کا طریقہ تیار ہوا ہے' تاکہ یہ یقین ہو سکے کہ پالیسی پر تمام حصوں میں عمل درآمد ہو رہا ہے؟

ب) چوتھی عالمی خواتین کانفرنس کے بعد سے اب تک قومی ایکشن پلان کا مقام یا حیثیت کیا رہی ہے؟ کیا یہ پلان زیر عمل ہے یا نئی حکمت عملی تیار کی گئی ہے؟ اس پر عمل درآمد کی نگرانی کی کیا صورت ہے؟ صنفی مساوات کو ترقی دینے کے لیے اس منصوبے پر عمل درآمد میں حقیقی رکاوٹیں کون سی ہیں؟

ج) قومی قانون سازی اور قانون پر عمل درآمد میں خواتین پر امتیازی حقوق کے خاتمے کے کمیشن اور اس پر حتمی رائے کی کمیٹی کے مقاصد کے حصول میں کیا امر مانع ہے اور کیا رکاوٹیں ہیں ملکی رپورٹوں پر کیا اثرات ہیں؟

د) خواتین کو با اختیار بنانے اور صنفی مساوات لانے کے لیے قانون سازی اور پالیسی سازی میں کون کون سی

کامیابیاں مل سکی ہیں؟ تفصیلات دی جائیں۔

ہ) قومی بجٹ کی تیاری میں کس سطح پر صنفی تناظر اور خواتین کی تشویش کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟ علاقائی اور مقامی بجٹ سازی میں اس بارے میں کیا کیفیت ہے؟ صنفی مساوات اور خواتین کو با اختیار بنانے کے لیے مختص کیے گئے بجٹ اور اس پر عمل درآمد کی نگرانی کے کام کی تفصیلات کیا ہیں؟

و) صنفی تناظر اور خواتین کی تشویش کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسی سازی اور پارلیمانی مباحث میں کیا اہم مواقع آئے ہیں؟ ان کی تفصیلات دی جائیں۔ ان حوالوں سے ملک میں کیا بڑی اصلاحات کی گئی ہیں؟ کن بڑے مسائل پر ملک میں بحث کی جارہی ہے اور اس کا پورے ملکی تناظر میں کیا مقام ہے؟

ز) جن ممالک میں مسلح تصادم ہورہا ہے، اس میں عورتیں کس حد تک ملوث ہیں؟ صنفی تناظر اور خواتین کے امور کا کیا خیال رکھا جارہا ہے؟ امن مذاکرات میں ان کا کیا کردار ہے اور تعمیر نو کے کاموں میں ان کی کیا اہمیت اور کردار ہے؟ مثالیں دے کر واضح کریں۔

ح) گلوبلائزیشن نے عورتوں کو با اختیار بنانے اور صنفی تقسیم پر کیا اثرات ڈالے ہیں؟ انفارمیشن ٹیکنالوجی، مارکیٹ کی آزادی، تجارتی طریقوں میں تبدیلیوں کے تناظر میں معلومات درکار ہیں۔

ط) وہ کون سے شعبہ جات ہیں جن میں صنفی تقسیم اور عورتوں کو با اختیار بنانے کے لیے خصوصی پالیسی حکمت عملی، ایکشن پلان تیار ہورہے ہیں؟ قانون سازی کے شعبہ میں اس حوالے سے کون سی پیش رفت ہو رہی ہے؟

ی) این جی اوز کے ساتھ کس درجے پر عملی شراکت کی جارہی ہے؟ نجی شعبہ اور دوسرے شعبہ جات کا کیا کردار ہے؟

ک) مردوں اور لڑکوں کو صنفی مساوات کے لیے کس طرح سے متحرک کیا جارہا ہے؟ کیا کامیابی ملی ہے اور کیا رکاوٹیں باقی ہیں؟

سوال نامہ حصہ دوم

بیجنگ پلیٹ فارم کے اہم شعبہ جات میں ترقی، اقدامات

ترغیبات برائے عمل درآمد بیجنگ پلس فائیو:

اس حصہ میں عملی اقدامات، ان کے نتائج، کامیابیوں اور ناکامیوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کے بارے میں سوالات کیے گئے ہیں۔

پہلا حصہ: کامیاب پالیسیوں، قانونی تبدیلیوں اور پروگراموں کی مثالیں

الف) بیجنگ پلیٹ فارم اور دیگر اہم امور کے حوالے سے دیکھنا ہے کہ کون سے کامیاب اقدامات کیے گئے جن میں قانونی اقدامات پالیسی اصلاحات، میڈیا مہمات، اہم پروگرام اور منصوبے شامل ہیں۔ حکومت نے کیا کیا اور این جی اوز، سول سوسائٹی اور نجی شعبہ کیا کردار ادا کر رہا ہے؟

ب) چوتھی عالمی خواتین کانفرنس کے موقع پر حکومتوں نے کیا وعدے کیے تھے اور ان پر عمل درآمد کی کیا صورت ہے؟

ج) عالمی کانفرنس برائے انسانی حقوق ویانا (1993ء) ایڈز پر جنرل اسمبلی کے خصوصی سیشن نیو یارک (2001ء) نسل پرستی کے خلاف عالمی کانفرنس ڈربن (2001ء)، ترقی کے لیے سرمایہ کاری کانفرنس مونیٹری (2002ء)،

بڑھاپے کے بارے میں دوسری عالمی اسمبلی میڈرڈ (2002ء) اور عالمی کانفرنس برائے پائیدار ترقی جوہانسبرگ (2002ء) میں صنفی تناظر اور خواتین کی تشویش کے امور کو رکن ممالک نے کس حد تک اور کیا اہمیت دی۔

دوسرا حصہ: رکاوٹیں، باقی رہ جانے والا خلا اور چیلنجز

د) وہ کون سی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے بیجنگ پلیٹ فارم پر عمل درآمد نہیں ہوسکا ان کے علاوہ چیلنجز کیا ہیں اور وہ کون سے اہم امور ہیں جن میں کام ہونا ضروری ہے اور خلا باقی ہے؟

تیسرا حصہ: نتائج کیا ہیں؟

اس عمل میں جو نتائج تجربات اور مشاہدات ہوئے ان کا ذکر کرنا ہے۔

سوال نامہ حصہ سوم

اداراتی ترقی:

ان کاموں کو کرنے اور کامیاب بنانے کے لیے جو ادارے بنائے گئے، جن اداروں میں کام ہوا، یا اداراتی امور زیر بحث آئے ان کے بارے میں سوالات کا جواب درکار ہے۔

راہنما سوالات:

ان سوالات کی ترتیب یہ ہے:

الف) خواتین کو با اختیار بنانے کے لیے کون سا اداراتی طریقہ کار موجود ہے ...... مثال کے طور پر وزارت، قومی کمیشن، پارلیمانی کمیٹی یا کمیشن؟ ہر ادارے کا مینڈیٹ کیا ہے اور اس کے وسائل کیا ہیں اور یہ ادارے کس طرح سے اور مشترکہ طور پر کام کرتے ہیں؟ قومی میکانزم کیا ہیں اور کہاں اور کس سطح پر ہیں اور فیصلہ سازی کے عمل میں کیا کردار رکھتے ہیں؟ قومی میکانزم کے بڑے شراکت دار کون ہیں؟ کون سے نیٹ ورک بنائے گئے ہیں اور ان کی اثر پذیری کس نوعیت کی ہے؟ سٹاف اور فنڈز کی کیا کیفیت ہے؟ قومی وسائل کی کیا شرح اس کام کے لیے مختص ہے اور کون سے وسائل بین الاقوامی یا باہمی ذرائع سے آ رہے ہیں؟

ب) وزارتوں میں کون سے اہم نکات ہیں، جن میں صنفی مساوات اور خواتین کے امور کو سامنے رکھا جاتا ہے؟ وزارتوں کے اندر سے انہیں کیا مدد حاصل ہوتی ہے اور کون سی وزارتوں میں ایسا ہوتا ہے؟ رابطہ کیا ہے اور کس حد تک ہے؟ حکومت اعلیٰ ترین سطح پر کیا کردار ادا کر رہی ہے؟

ج) ترقی کے کام کی نگرانی کا کیا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے؟ صنفی مساوات کی ترقی کے عمل میں جواب دہی کا معیار اور عمل کیا ہے اور وزارتوں میں اس کی کیا صورت ہے، کس طرح سے اسے مربوط کیا جاتا ہے؟

د) صنفی امور کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے استعداد کیا ہے اور اس کا میکانزم کیا ہے؟ باقی رہ جانے والے چیلنجز کیا ہیں؟

ہ) کیا (Indicators) کا بنیادی نظام ترتیب دیا گیا ہے اور اس کی نگرانی کہاں سے کی جاتی ہے؟ معلومات اور اعداد و شمار کے حصول میں کیا رکاوٹیں ہیں اور کیا خلا موجود ہیں؟ کن شعبہ جات میں صنفی بنیاد پر معاملات کو الگ

سے دیکھنا ایک اہم مسئلہ ہے، کن شعبہ جات میں معلومات کے حصول کے نئے طریقے اختیار کرنا ہوں گے؟

و) مختلف طبقات، سیکٹرز کا کیا کردار ہے؟ پارلیمنٹ کیا کردار ادا کرتی ہے؟ اس کردار کو مزید بہتر کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ این جی اوز کو منصوبہ بندی اور ترقی میں کس طرح شریک کیا جاتا ہے؟ کیا این جی اوز رسمی طور پر ڈیکلریشن پر عمل درآمد میں شرکت کرتی ہیں؟

سوال نامہ چوتھا حصہ

بنیادی چیلنجز اور اقدامات:

مستقبل میں جن اقدامات کی ضرورت ہے، ان کی تفصیل دیں اس کام کو مکمل اور جامع طور پر کرنے کے لیے حکومت کن اقدامات، ترغیبات، پالیسی امور کو سامنے رکھے گی؟ ترجیحات کے شعبے کیا ہیں؟ اداراتی ترقی کے کیا امکانات اور پروگرام ہیں؟ اور میلینیم کے اہداف اور مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

بیجنگ کانفرنس کی یاد میں

اسلام آباد میں بیجنگ کانفرنس کی یاد میں 3 مئی تا 5 مئی 2005ء ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جس میں یہ اعلامیہ پیش کر کے اپنے ارداوں کی تجدید کی گئی۔

1۔ ہم وزراء، سیکرٹریز و اعلیٰ حکومتی عہدیدار اور سارک سیکرٹریٹ، خواتین گروپس، این جی اوز اور محققین بنگلہ دیش، بھوٹان، انڈیا، مالدیپ، نیپال، پاکستان، سری لنکا اور افغانستان مورخہ 3 تا 5 مئی 2005ء کو اسلام آباد میں مجتمع ہوئے ہیں، جہاں حکومت پاکستان اور UNIFEM ساؤتھ ایشین ریجنل آفس کے باہمی اشتراک سے منعقدہ ''پانچویں جنوبی ایشیائی کانفرنس۔ بیجنگ پلس 10 کی یاد'' میں ہمیں بطور مبصر مدعو کیا گیا ہے۔

2۔ یہ کانفرنس خصوصی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ سال 2005ء کو بیجنگ میں 1995ء میں منعقدہ خواتین کی چوتھی تاریخی عالمی کانفرنس کی دسویں سالگرہ اور ''ہزار سالہ اعلامیہ'' کے پانچ سالہ جائزہ کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ ہم سب ''خواتین کے مقام کے کمیشن'' کے 49ویں سیشن کے بعد پاکستان میں علاقائی تعاون اور تربیت کے دس سالہ سفر کو مناتے ہوئے اپنی پیش رفت کے جائزے اور درپیش مشکلات اور مستقبل کے لائحہ عمل کے لیے روڈ میپ کی نشان دہی کی غرض سے مجتمع ہوئے ہیں۔

3۔ خواتین کے انسانی حقوق اور صنفی مساوات کے حوالے سے ''بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل 1995ء'' کے موقع پر کیے گئے عہد، ''بیجنگ پلس 5'' کی اخذ کردہ دستاویز اور ''خواتین کے مقام کے کمیشن'' کے 49ویں سیشن میں ''B+10 جائزہ'' کی قراردادوں اور ہمہ گیر اعلان انسانی حقوق'' کے فراہم کردہ مستحکم فریم ورک نے توثیق کی، سلامتی کونسل کی قرارداد 1325 اور تمام دیگر متعلقہ فالواپ دستاویزات کو دہراتے اور اس کی توثیق کرتے ہوئے...

4۔ ہم مندرجہ ذیل شعبوں کو ترقی دینے کا اعادہ کرتے ہیں۔

(الف) قومی پالیسیوں اور منصوبہ ہائے عمل کو صنفی مساوات کی ترویج اور خواتین کو با اختیار بنانے کی سمت متعین کرنا۔

(ب) خواتین اور لڑکیوں کے لیے تعلیم کے حصول تک رسائی کو آسان بنانا۔

(ج) خواتین کے انسانی حقوق کے مؤثر احساس کو اجاگر کرنے کے لیے خواتین سے متعلق قومی مشینریز اور اداروں کے

میکانزم کا قیام۔

(د) بالخصوص خواتین کے خلاف تشدد، جنسی استحصال اور خواتین و بچوں کی خرید وفروخت کے حوالے سے قوانین کی تیاری / یا موجودہ قوانین میں ترمیم۔

(ہ) خواتین کے حقوق سے متعلق فلسفہ قانون کو ابھارنا۔

(و) حکومتوں، خواتین گروپس، شہری سوسائٹی اور مفاداتی گروپس، منتخب نمائندوں، میڈیا اور پرائیویٹ سیکٹر کے مابین اشتراک کو بڑھانا۔

(ز) معاشی فوائد، قرضوں اور ملازمت تک خواتین کی رسائی میں اضافہ کرنا۔

(ح) مختلف سطحوں کے سیاسی فیصلوں میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانے کے لیے اضافی مثبت اقدامات کرنا۔

(ط) HIV/AIDS سے احتیاط، علاج اور حفاظت سے متعلق پالیسیوں کو اختیار کرنا۔

(ی) ''سارک سماجی چارٹر'' اور ''انسانی تجارت سے متعلق سارک کنونشن'' جیسے علاقائی آلات کو اختیار کرنا۔

5۔ ہم مندرجہ ذیل شعبوں میں عمل درآمد کے حوالے سے پائے جانیوالے فاصلوں اور مشکلات کو تسلیم کرتے ہیں:۔

(i) خواتین سے متعلق منصوبوں، پالیسیوں اور پروگرامز پر ناکافی عمل درآمد۔

(ii) امتیازی قوانین کی قانون سازی اور عدم منسوخی اور ترامیم کے تیز تر نفاذ کی کمی۔

(iii) شہری قوانین میں صنفی مساوات پر CEDAW کے آرٹیکل 9 کی قراردادوں پر ناکافی پیش رفت۔

(iv) عالمگیریت کے نقصان دہ اثرات کی وجہ سے غربت اور اس کو مزید نمایاں کرنے کا تانیث (مؤنث بنانا)۔

(v) معاشی مواقع، زمین اور باوقار زندگی اور شخصی تحفظ تک یکساں رسائی میں ناکافی پیش رفت۔

(vi) خواتین کے خلاف تمام اقسام بشمول متنازعہ صورت حال میں تشدد کے وجود کا تسلسل۔

(vii) خواتین کے خلاف تشدد کی مدافعت کے لیے ناکافی کوشش، آگاہی، اقدامات اور ذرائع۔

(viii) سماجی تہذیبوں کوششوں اور قیافہ شناسیوں کے خاتمہ پر ناکافی توجہ، جو خواتین سے امتیاز اور ان کی توہین کا باعث ہیں۔

(ix) خواتین بالخصوص نوجوان خواتین میں HIV/AIDS کے پھیلاؤ میں اضافہ!

(x) متعدد امراض، انیمیا (خواتین کی بیماری) کی روک تھام میں مداخلت اور صنفی حساسیت کی پالیسیوں کا فقدان۔

(xi) (قومی سطح کی) مقنّنہ میں خواتین کی مساویانہ نمائندگی کے حصول میں ناکافی پیش رفت۔

(xii) خواتین کی جنسی تولیدی اور جنسی صحت کی ناکافی معلومات، خدمات اور دیکھ بھال اور ان کا فقدان۔

(xiii) خواتین کے حقوق اور ذاتی مساوات کی ترویج میں مردوں کی مناسب مصروفیت اور شرکت کی کمی۔

(xiv) میکرو اکنامک پالیسیوں، تجارت، مذاکرات، قومی بجٹس اور سرمایہ کاری کے فیصلوں میں خواتین کی کم نمائندگی کا تسلسل۔

(xv) تمام سطحوں پر قابل اعتماد اور متعلقہ علیحدہ صنف سے متعلق ناکافی اعداد وشمار اور صنفی تجزیے۔

(xvi) خواتین کی ترقی کے لیے ناکافی مختص وسائل، قومی مشینریز کے لیے اختیاری حیثیت اور ان کی عدم اہمیت۔

(xvii) خواتین اور بچوں کی خرید وفروخت، HIV/AIDS اور مہاجر کارکنوں کے حقوق جیسے علاقائی نوعیت کے مسائل کو اٹھانے میں علاقائی تعاون اور شراکتی اقدامات کا فقدان۔

(xviii) غیر اہم گروپس میں خواتین کی بڑھتی ہوئی بے بسی۔

(xix) میڈیا میں خواتین کا منفی تصور۔

(xx) دور افتادہ علاقوں اور نظرانداز کردہ معاشروں میں خواتین کی ضروریات ومصائب کو بیان کرنے کے لیے ناکافی اقدامات۔

(xxi) وقت مقررہ سے متعلق کاموں کی تکمیل اور مانیٹرنگ میں ناکافی پیش رفت۔

6۔ مندرجہ بالا کی روشنی میں ہم اپنی کوششوں اور کاموں کو مندرجہ ذیل شعبوں میں ایک دو سالہ منصوبہ کے تحت مقدم کرتے ہیں۔

(الف) خواتین کے خلاف تشدد۔

(ب) خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانا۔

(ج) خواتین کو سیاسی طور پر بااختیار بنانا۔

(د) حادثاتی تیاری اور انتظام۔

(ہ) صحت اور تعلیم۔

7۔ مندرجہ بالا ترجیحات

(i) خواتین کے لیے قومی مشینریز، بشمول خواتین کی وزارتوں اور قومی کمیشنز کے لیے کافی وسائل کی تخصیص، اختیار اور حیثیت کو یقینی بنانا۔

(ii) اس بات کو یقینی بنانا کہ خواتین کو قومی دھارے میں لانے والے ادارے ان کے انسانی حقوق اور تحفظات کو اپنی پالیسیوں اور پروگرامز میں شامل کریں اور صنفی انتظام سے متعلق مناسب نظاموں کو قائم کریں۔

(iii) خواتین کے خلاف امتیازی قوانین کو منسوخ یا ان میں ترامیم کرنا۔

(iv) تمام سطحوں پر خواتین کی ترقی کی حمایت کے لیے میزانیوں (بجٹ) کے صنفی تجزیہ اور مختص کردہ رقم اور اخراجات کو یقینی بنانا اور قوانین پر عمل درآمد کے لیے کوششوں کو وسعت دینا۔

(v) منصفانہ صنف کے حامل معاشرے کے قیام کے لیے مردوں اور لڑکوں کی شمولیت کی حمایت کرنا۔

(vi) اجتماعی سماجی ذمہ داری کو بڑھانا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا۔

(vii) خواتین گروپس اور شہری تنظیموں کے ساتھ شراکت کو مزید مستحکم کرنا۔

(viii) علاقے کی خواتین کے انسانی حقوق کی وکالت کرنے والے UNIFEM کے مثبت کاموں کو تسلیم اور ان کی پذیرائی کرنا اور اقوام متحدہ کے سسٹم کے اندر رہتے ہوئے اس کی تنظیم اور مناسب حیثیت کے لیے کافی وسائل مختص کرنے کے حوالے سے لابنگ کرنا۔

(ب) بطور تکمیلی عوامل ''بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل''، ''CEDAW'' اور ''MDGs'' کے مابین رابطوں کو یقینی بنانا۔

(i) مناسب کثیر الاضلاعی فورمز پر''اعلان اسلام آباد: جائزہ اور آئندہ لائحہ عمل'' کو شامل کرنے کی سفارش کریں اور ان کے ذریعے''ہزار سالہ اعلان اور مقاصد'' کے جائزے کے لیے اعلیٰ سطحی مشترکہ اجلاس میں صنفی تناظر کی شمولیت پر زور دیں۔

(ii) ''ہزار سالہ ترقیاتی مقاصد'' کے ماحصل کو مانیٹر کرنے کے لیے''CEDAW''اور بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل'' کو قومی اشاریوں اور تمام دیگر طریقہ ہائے عمل اور وسط المیعاد ترقیاتی فریم ورک (MTDF) میں شامل کرنے کی سفارش کریں۔

8۔ خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد (VAW) کو ختم کریں۔

(الف) اس بات کو یقینی بنائیں کہ CEDAW اور بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل اور بیجنگ پلس 5 میٹنگ کی حتمی دستاویز کے تحت خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمہ کے تناظر میں بین الاقوامی قراردادوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل کو ترجیحات میں شامل کریں:

(i) صحت اور دیگر متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کے ذریعے خواتین کے خلاف تشدد کے حوالے سے قانونی اور انتظامی اصلاحات اور کوششیں۔

(ii) تمام رکن ممالک کی انسانی سمگلنگ کے حوالے سے سارک کنونشن کی توثیق۔

(iii) قانونی اصلاحات، پالیسی سازی اور پروگرامز میں موجودہ تحقیق کا استعمال اور مزید تحقیق کی حوصلہ افزائی۔

(iv) تعزیراتی عدالتی نظام کو خواتین کے خلاف تشدد اور عدلیہ کی حساسیت، انتظامی مشینری بالخصوص پولیس اور صحت کے پیشے سے منسلک افراد کے حوالے سے مزید اثر پذیر بنانے کے لیے اس کی اصلاح۔

(v) ''آپشنل پروٹوکول ٹو CEDAW'' کی توثیق پر توجہ۔

(ج) کام کی حفاظت سے متعلق ٹھوس نظام، حمایتی نظام اور لیڈر شپ ڈویلپمنٹ کی ترویج کریں تاکہ خواتین کی زندگیوں کے خلاف تشدد کی حقیقت کو بیان کیا جاسکے جو منجملہ دیگر اشیاء کے خواتین کو HIV/AIDS میں مبتلا کرتے ہیں۔

(د) VAW کی طرف توجہ دلانے کے لیے صنفی حساسیت کے حامل معاشرے کی بنیاد پر مداخلت کی ترویج اور انہیں مستحکم کریں۔

9۔ **خواتین کے معاشی اختیارات:**

(الف) خواتین کے معاشی موقعوں کی حمایت، آزادی اور گزر بسر کے لیے کافی انفراسٹرکچر فراہم کریں، جوکہ عزت اور ذاتی تحفظ کی ضمانت ہے۔

(ب) سماجی تحفظ کے مناسب نظاموں کی فراہمی اور انہیں مستحکم کریں۔

(ج) اس بات کو یقینی بنائیں کہ قومی اکاؤنٹنگ سسٹم میں خواتین کی شمولیت واضح طور پر نظر آ رہی ہے۔

(د) رسمی اور غیر رسمی سیکٹرز اور گھریلو سطح کے کاموں میں خواتین ورکرز کے حقوق کا تحفظ کریں۔

(ہ) جائیداد اور زمین کی ملکیت، وراثت، قرضوں تک یکساں رسائی، مکمل طور پر ملازمت دینے اور کام کی یکساں اجرت وصول کرنے کے حوالے سے خواتین کے حقوق کی حمایت کریں۔

(و) میکرو اور مائیکرو اکنامک پالیسی سازی میں خواتین کی شرکت اور آواز کو یقینی بنائیں۔

(ز) خاندان میں تحفظ کی فراہمی کے اصول کے حوالے سے معاون ذمہ داریوں کی ترویج کی ضرورت کو بیان کریں اور خواتین پر زیادہ کام اور ذمہ داریوں کے بوجھ کا تدارک کریں۔

(ح) عالمی اور علاقائی تجارتی معاہدوں اور سمجھوتوں کو وجود میں لانے والے طریقہ ہائے کار کی حمایت اور انہیں سہولیات فراہم کریں۔

10۔ خواتین کے سیاسی اختیارات

(الف) ریاست، سیاسی پارٹیوں اور دیگر عوامل کا صنفی حساسیت کے انتخابی کوڈز اور قانون سازی کے میکانزم اور خواتین کے لیے عدالتی نظام میں قانون سازی کے مثبت اقدامات کو تحفظ فراہم کریں اور پہلے سے کیے گئے کسی مثبت اقدام کی تقلیب یا اس سے انحراف کی روک تھام کریں۔

(ب) کوشش کریں کہ خواتین کا انتخاب بالواسطہ کی بجائے بلاواسطہ ہو۔

(ج) ایک ایسی فضا کو سازگار بنائیں جو خواتین قانون دانوں کی منتخب اداروں، جن کی یہ ممبر ہوں، کے مباحثوں اور فیصلوں میں شرکت اور حصہ دار بنانے کا موجب بنے۔

(د) اعلیٰ عہدیداروں اور امیدواروں میں خواتین کی زیادہ نمائندگی کو یقینی بنائیں۔

(ہ) سیاسی اکھاڑے میں خواتین کو آگے بڑھانے کے لیے درکار میزانیوں کے صنفی تجزیہ اور تمام سطحوں پر مختص کردہ رقم اور اخراجات کی شناخت کو یقینی بنائیں (اسے ایک گروپ نے شامل کیا جبکہ دوسرے نے اسے ادارتی میکانزم میں ڈال دیا)۔

11۔ ہنگامی حالات اور قدرتی آفات کی صورتِ حال میں تیاریاں

(الف) اس بات کو یقینی بنائیں کہ خواتین رست گاری (ریسکیو)، ریلیف اور بازیابی کی کوششوں اور قدرتی آفات اور متنازعہ صورت حال سے متعلق فیصلہ سازی کے تمام مرحلوں اور منصوبہ بندی میں مرکزی کردار کی حامل ہوں۔

(ب) علاقائی خواتین کے نیٹ ورک کی حمایت اور اس کی ترویج کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ خواتین کی ضروریات اور خواتین کی زندگی کے حقائق قومی پالیسیوں اور اقدامات پر ریلیف اور بازیابی اور مابعد تنازعہ تعمیر نو کے مرحلوں کے ذریعے اثر انداز ہو رہے ہیں۔

(ج) ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے خواتین کی صلاحیتوں کو ابھارنے اور ان کے لیے وسائل کی مناسب تخصیص کو یقینی بنانے کے لیے کام کریں۔

12۔ ٹھوس فوری اقدامات:

(الف) تجویز دیں کہ آئندہ دو سال کے دوران سارک سیکرٹریٹ میں موجود صنفی اعداد وشمار جنس کی بنیاد پر علیحدہ کیے گئے اعداد وشمار سے متعلقہ ہمہ اقسام کی مشکلات سے نمٹنے کے لیے منظم، مجتمع اور ضروری ساز و سامان سے لیس کیے جائیں اور یہ اعداد وشمار صنفی مساوات سے متعلق بہترین علاقائی اقدامات میں تعاون کے قابل ہوں۔

(ب) MDGs کے لیے سارک اور ملکی سطح کے ایسے عوامل کو شامل کار کریں جو ''بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل'' اور CEDAW کی قراردادوں پر اثر انداز ہوں۔

(ج) UNIFEM کے تعاون سے ''خواتین کے مقام پر اقوام متحدہ کمیشن'' کے سالانہ اجلاس میں ''اعلان اسلام آباد: جائزہ اور آئندہ لائحہ عمل'' پر اجلاس، مباحثہ اور جائزہ کی پیش رفت سے اتفاق کریں۔

(د) UNIFEM کے سپانسر کردہ خواتین اور بچوں کی خرید و فروخت کے مسائل کو اجاگر کرنے اور ''اعلان اسلام آباد: جائزہ اور آئندہ لائحہ عمل'' سے متعلق رکن ممالک کی قومی مشینریوں کے سیکرٹریوں کے چھ ماہانہ اجلاسوں کے انعقاد سے اتفاق کریں۔

(ہ) اس بات سے اتفاق کریں کہ علاقے کے شہری گروپس MDGs اور UNSG کے تحت منعقدہ سماعتوں میں MDGs کی بناوٹ اور وسعت سے متعلق عوامل کے لیے اپنی جمع شدہ معلومات فراہم کرنے کے لیے شرکت کریں گے۔

(ز) ہر حکومت دو سال پر مشتمل طے شدہ عرصہ کے مقاصد اور اہداف کے ساتھ اس دستاویز کی بنیاد پر ایک منصوبہ تیار کرے گی اور اسے علاقے میں باہم معاونت کے لیے فراہم کیا جائے۔

(ح) اطلاعات کی باہم معاونت کے لیے ایک ویب سائٹ تیار کی جائے گی۔[۱۱]

بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کے بارے میں گفتگو کا حاصل

میری نظر میں یہ دستاویز اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے تصور سے متصادم ہے۔ اس دستاویز میں عورت و مرد کو متحارب فریق بنا کر معاشرے کی ناگزیر اکائیوں کو ایک دوسرے کے مقابل صف آرا کر دیا گیا ہے۔ انسانوں کو مختلف طبقات اور اکائیوں میں تقسیم کر کے مسائل کے حل کی کوشش کی گئی ہے۔ مخلوط معاشرت کو رواج دینے اور آزاد جنسی ماحول فراہم کرنے کے لیے ہر ممکن زور دیا گیا ہے۔

یہ دستاویز سفارش کرتی ہے کہ عورت کی غربت دور کرنے کے لیے اسے بیرون خانہ پیداواری عمل میں شریک کیا جائے۔ اندرون خانہ کاموں اور پیدائش کے عمل کا معاوضہ دیا جائے۔ اس کو ''ازدواجی عصمت دری'' سے بچانے کے لیے قانون سازی کی جائے۔ خاندان کی نئی تعریف تسلیم کی جائے، جس میں ایک ساتھ رہنے والے دو مردوں یا ایک ساتھ رہنے والی دو عورتوں یا بغیر کسی قانونی بندھن کے ساتھ رہنے والے مرد و عورت سب کو خاندان تسلیم کیا جائے۔ ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ و حیثیت دی جائے۔ طوائفوں کو جنسی کارکن سمجھا جائے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے بچوں کی پیدائش کے فیصلے کا اختیار عورت کو دیا جائے۔ عورت کو اسقاط حمل کی اجازت دی جائے۔ بچوں کو جنسی تعلیم دی جائے۔

اسی دستاویز کی بناء پر ہمارے ملک میں اس پر کام کرنے والی این جی اوز یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ وراثت میں مرد اور عورت کا حصہ برابر ہونا چاہیے۔ عورت اور مرد دونوں کا قصاص اور دیت برابر ہونی چاہیے۔ شہادت کے لیے گواہی کا نصاب مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہونا چاہیے۔ فیصلہ سازی کے عمل میں عورتوں کی شمولیت لازمی ہونی چاہیے۔ یونین کونسلز کی سطح پر انہیں 33% نمائندگی کا حق ملنا چاہیے۔ فوج اور پولیس کے محکموں میں بھی 30/35% کوٹہ خواتین کے لیے مخصوص ہونا چاہیے۔ یہ اس لیے ہونا چاہیے کہ اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے عالمی منشور میں مرد و عورت برابر ہیں۔ حالانکہ اس معاہدے کی بیشتر شقیں ہمارے دینی اعتقادات اور اخلاقی اقدار کے منافی ہیں۔ یہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیہ کا بھی

۱۱۔ (اعلان اسلام آباد، جائزہ اور آئندہ لائحہ عمل) پانچویں جنوبی ایشیائی وزارتی کانفرنس ۳ تا ۵ مئی ۲۰۰۵ء

تسلیم کردہ حق ہے کہ ہر فرد کی مذہبی آزادی کے حقوق کو تسلیم کیا جائے۔ یہ آزادی بے معنی ہو گی' اگر مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو بین الاقوامی معاہدوں کے نام پر اپنے مذہب کے خلاف فیصلے ماننے اور ان پر عمل کرنے پر مجبور کیا جائے یا گلوبلائزیشن کے نام پر تمام دنیا کو ایک سیکولر نظام کا پابند بنا کر ان کی مذہبی آزادی سلب کر لی جائے۔

ہم اپنی حکومت کو یہ یاددلانا چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قصاص' وراثت' وصیت' نکاح و طلاق' معاملات تعزیرات ومحاربہ سے متعلق وہ تمام بنیادی حقوق جو کتاب اللہ اور رسول کی سنت میں متعین کیے جا چکے ہیں' نہ صرف یہ کہ اسلامی ریاست ان میں ردوبدل کا اختیار نہیں رکھتی بلکہ وہ متقدر اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر ان کے نفاذ کی پابند ہے۔ یہ حقوق فرد کی آزادی اور اجتماعی مصالح کے درمیان اعتدال کی ضمانت ہیں۔

الہامی قوانین کو پس پشت ڈال کر اور انسانی قانون کو مشعل راہ بناتے ہوئے آج مغرب کا معاشرہ خاندانی نظام کے بگاڑ' کثرت بدکاری' کنواری ماؤں' ناجائز بچوں کی کثرت' خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان' شادی سے گریز' عورتوں پر تشدد' کثرت طلاق' اسقاطِ حمل اور ایڈز جیسے مسائل کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ یہ نظریہ مساوات مردوزن کے نتیجے میں مرتب ہونے والے عملی اثرات کی تصویر ہے۔

ایسے میں ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے مردوعورت سے متعلق اہم حقائق ہماری نگاہ میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکیوں کی قبولیت اور اجر کے حصول میں مردوعورت کی حیثیت یکساں ہے جان' مال' آبرو کا تحفظ دونوں کا حق ہے۔ ذمہ داریوں اور میدان کار میں دونوں کے درمیان مبنی برحکمت معتدل تقسیم کی گئی ہے۔ عورت کو بنیادی طور پر اندرونِ خانہ ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اور ماں کا درجہ باپ سے تین گنا بڑھا دیا گیا ہے۔ عورت کے لیے بیرون خانہ سرگرمیوں یا معاش کی نفی نہیں ہے' مگر بنیادی ذمہ داری شوہر' بچے اور گھر ہیں۔ اس لیے اسلام عورت کو کچھ ذمہ داریوں مثلاً نماز باجماعت' نماز جنازہ وغیرہ سے رخصت بھی دیتا ہے۔

موجودہ عالمی ایجنڈا دراصل عورت کو مرد کے برابر کرنے کے بجائے عورت کے فرائض کو مزید بڑھانے کا باعث ہے۔ اس کے تحت عورت' عورت کے فرائض بھی انجام دے کہ اس سے تو مفر ممکن نہیں ہے اور وہ خود ہی کمائے اور خود ہی اپنا تحفظ کرے۔ یہ ایجنڈا عورتوں کے حق میں رحمت نہیں انتہا درجہ کی زحمت ہے۔

اس کے برعکس اسلام معاشرتی اصلاح کے لیے اپنا ایک نظام رکھتا ہے۔ معاشرہ کے اخلاقی صالح معیار کو قائم رکھنے کے لیے انسدادی تدابیر کے طور پر ان اسباب کے خاتمے پر زور دیتا ہے جو بدکاری کی ترغیب دینے یا اس کے مواقع پیدا کرنے والے ہوں آخری چارۂ کار کے طور پر حد کے نفاذ اور تعزیر کے استعمال کا حکم دیتا ہے۔ نکاح کی تلقین کرتا ہے' مرد عورت کے اختلاط کی نفی کرتا ہے۔ عورت کی معاشی حیثیت کو کفالت' ملکیت' مہر' وراثت کے ذریعہ سے مضبوط کرتا ہے۔[۱۲]

عالمی ایجنڈا برائے حقوق نسواں جہاں ہمارے اعتقادات اور اخلاقی اقدار سے متصادم نہیں ہے وہاں ہم دنیا کی عورت کے ساتھ حقوق کی عالمی جدوجہد کی شریک ہیں۔ خود ہمارے معاشرے میں بھی عورت کو اپنے حقوق کی جدوجہد کی ایک جنگ کا سامنا ہے۔ اس مسلم معاشرے میں بھی عورت اپنے عطا کردہ حقوق سے محروم ہے۔ اس کی اس محرومی کے سدباب کے لیۓ اسلام کی عطا کردہ حدود کے تحت لائحہ عمل اختیار کرنے کی غرض سے 98ء میں جماعت اسلامی کے تحت خواتین کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ہمارے پیش نظر اہداف میں عورت کی تکریم' ماں کا کردار اور معاشرے میں بچیوں کے متاثر کرنے والے غلط

۱۲۔ ڈاکٹر کوثر فردوس: ماہنامہ بتول لاہور، فروری ۲۰۰۱ء

رسوم ورواج کا خاتمہ ہے۔دورِجدید کے مسائل اورعوت کے بارے میں پیدا شدہ شبہات کاازالہ ہے۔ ہمارے چارٹر کے مطابق عورت کومعاشی تحفظ دینے والے حقوق پر معاشرے کے عمل درآمد کے لیے معاشرتی تحریک چلائی جائے گی اوراس ضمن میں قانون سازی کوبھی بہتر کیاجائے گا۔عورت کی دینی ودنیاوی علوم کی تعلیم وتربیت کا پورا بندوبست کیاجائے گا۔ معاشرتی حقوق کی ادائیگی کے لیےفرسودہ رسوم ورواج کا خاتمہ کیاجائے گا۔صحت کی بہترنگہداشت کی جائے گی۔ سیاسی حقوق کی ادائیگی کے ضمن میں اس کے ووٹ کےحق کے استعمال اور فیصلہ سازی کےعمل میں شرکت کویقینی بنایا جائے گا۔خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالےاور بلاتاخیرانصاف کی فراہمی کے لیے خاتون محتسب کے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ ذرائع ابلاغ پرخواتین کے استحصال کا خاتمہ کیا جائے گا۔

عورت کےحقوق کےحصول اور معاشرے کی اسلامی اصولوں کے مطابق اصلاح کے لیے گھر کے اندر مصروف عمل عورت، اداروں، یونیورسٹیوں اور خواتین تنظیموں کومل کر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ معاشرے کواس کی صحیح نہج پر قائم و گامزن رکھا جاسکے۔

بیجنگ کانفرنس کی یہ دستاویز میں نے اقوام متحدہ کی کانفرنس منعقدہ جون 2000ء نیویارک سٹی میں شرکت کرکے اور اقوام متحدہ کےمختلف اداروں کودیکھنےاوران کی دستاویزات کا تجزیہ کرکے مرتب کی ہیں۔

اس باب کے شروع میں میں نے ایک ڈاکومینٹری دی ہے جس میں کچھ منتخب شدہ اجلاسوں کی کارروائیاں اوران میں وصول کردہ مواد کی کچھ جھلکیاں موجود ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس قسم کی کارروائیاں ہورہی تھیں اوران کے ہمارے خاندان اورمعاشرے پرکیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔